

مہنگائی کا جن بے قابو

کی لوڈی اور ماق بنا کر رکھ دیا ہے۔ گزشتہ کچھ عرصے میں ایسی بہت سی مثالیں سامنے آئی ہیں، جیسے شاہراخ جتنی نے سرعام گولیاں مار کر ایک شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا، مگر اپنے باپ کی بے پناہ دولت اور اثر سونگ کے باعث قید اور سزا سے صاف فیکیا۔ قتل، اقدام قتل، لوث، اغوا برائے توانان، دہشت گردی جیسے تکین مقدمات میں نامزد ملزم عزیر بلوچ نے جانے کوں تی گیدر گنجی کی بدوات ہر ہر مقدمے میں ”باعزت بڑی“ ہوتا جا رہا ہے۔ اسی طرح ملکی خزانے پر بے رجی سے تھا صاف کرنے والے نیب کے ملزم آغاز اسراج درانی کی حفاظت منسوخ ہو گئی ہے، مگر وہ عام قیدی کی طرح جیل کے بجائے اپنے گھر (سب جیل) میں قید ہیں، جیل یا کورٹ پولیس کی حرast کے بجائے اپنی گاڑی میں سکون سے پوشی پر عدالت آتے ہیں، اور تو اور، مقامی ہوٹل میں اپنی صاحبزادی کی شادی کی تقریب میں بھی پورے کروڑ اور شان و شوکت سے شرکت کی۔ کیا یہ سہولیات دیگر عام قید یوں، خصوصاً غریب، بے اس، لاچار، مجور قید یوں کوں سکتی ہیں؟

غیر ملک کی سوا چھوڑ جن افراد کی کابینہ

وطن عزیز پاکستان کی تباہ حال میں کا نوجہ تو ہم ہر روز سنتے ہیں، مگر یہ ایک بھی ایک حقیقت ہے کہ اس وقت مہنگائی، بیروزگاری اور غربت نے نا صرف غریبین کی، بلکہ اچھے خاصے کھاتے ہیں گھرانوں کی بھی جنیں نکلوادی ہیں۔ کاروبار مخدود ہو چکے ہیں، تاجر برادری چلا ٹھیک ہے۔ نیکشیاں بند ہو رہی ہیں۔ خام مال کراچی کے ساحل پر چڑا ہے، جس کو ٹکنیر کروانے کے لیے تاجروں کو دارالرہمن میں رہے۔ اندھس موٹر کمپنی نے ڈارکی کی وجہ سے خام مال کی عدم فراہمی پر پاکستان میں پیداوار بند کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ نیکشیاں اندھری تیزی سے بند ہو رہی ہے۔ پولی فارم اندھری سکونگی ہے۔ ملزاں مالکان مزدوں کی چھٹی کروار ہے ہیں۔ کیا کچھ نہیں رہا، ملک میں، مگر حکمران نو لے کی طرف سے بے حصی، سنگ دلی کی روشن جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اس وقت اشیاء کے دوسرا مہنگے ترین ملک کے طور پر سامنے آگیا ہے۔ زرمادلہ کے ڈخانی خطرناک حد تک کم ہو چکے ہیں، لیکن وفاقی حکومت کاراوی جی بنی ہیں جیسیں لکھ رہا ہے اور وفاقی کابینہ میں روز کی ناکسی اضافے کی نوید نہ دیتا ہے۔

اس وقت لوگوں کا سب سے بڑا مسئلہ بھوک ہے، جو میکنی مسائل پیدا کر رہا ہے۔ بقول سعادت حسن منتو ”دینا میں بختی لعنتیں ہیں، بھوک ان کی ماں ہے۔ بھوک گدگری سکھاتی ہے۔ بھوک جرام کی ترغیب دیتی ہے۔ بھوک عصمت فرشی پر مجبور کرتی ہے۔ بھوک انتہا پندتی کا سبق دیتی ہے۔ اس کا حملہ بہت شدید، اس کا وارہت بھر پورا اور اس کا رخم بہت گہرا ہوتا ہے۔ بھوک دیوانے پیدا کرتی ہے، دیوانی بھوک پیدا نہیں کرتی۔“ لوگ پیسی کی آگ بچانے کے لیے گھر کی چیزیں بیچ رہے ہیں۔ جب وہ بھی ہو جاتی ہیں تو پھر قرض اٹھا کر گزر بر کرنے پر مجبور ہیں۔

جب قرض بھی نہیں ہل پاتا تو خود شیاں کر کیاں دارالامتحان سے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں لا ہو رکے علاقے کا ہندسے تعقیل رکھنے والے رکشہ ڈرائیور فیاض نے گھر بیلوں حالات سے بیک آکر خود کشی کر لی، اس کے پاس سے جو خط برآمد ہوا، وہ رلا دینے والا ہے۔ فیاض نے لوگوں سے قرض لے رکھا تھا، جو وہ واپس نہیں کر پا رہا تھا اور ظاہر ہے، قرض خواہ تقاضا کر رہے ہوں گے، چنانچہ مایوس ہو کر اس نے موت کو گلے لگایا۔ فیاض احمد نے مرنے میں جلدی کر دی۔ صرف ایک دن رک جاتا۔ اس کے مرلنے کے ایک دن بعد ہی اسکے حلقوں کے ایم این اے کو وفاقی وزیر کے برابر اختیارات اور مraudات مل گئیں۔

مسلم لیگ ن کے ایم این اے رانا مبشر صاحب کو وزیر اعظم شہباز شریف صاحب نے اپنی کابینہ میں شامل فرمایا اور یوں وفاقی کابینہ کی تعداد 76 ہو گئی ہے، جس میں 31 معاونین خصوصی، 34 وفاقی وزیر، 7 وزیر مملکت اور 4 مشیر شامل ہیں۔ بس اب کچھ ہی درجن ایم این اے رہ گئے ہیں، جن کا تعین کاروان اقتدار سے ہے اور وہ ابھی تک ان مراعات و اختیارات سے محروم ہیں۔ ملکی مسائل حل ہی تباہ

موجودہ تجربہ کا حکمران 6 فیصد کی بلند شرح سے ترقی کرتی معیشت کو 0.1 فیصد پر لے آئے 22.5 ارب ڈالر والا خزانہ خالی کر دیا گیا۔ ملک کو دیوالیہ پر پہنچا دیا۔ تجربہ کا امپورٹ چور 12 فیصد مہنگائی کو 70 فیصد پر لے آئے اور اب بے غیرتی کی انتہا یہ یہکے معیشت کی تباہی کا ذکر کرنا بھی جرم بن گیا کہ ان کی نالائق ایکو بادنہ دلائی جائے۔ یوں لگتا ہے، جیسے یہ ملک موجودہ حکمرانوں کے باپ کی جا گیر ہے کہ جوان کے دل میں آرہا ہے، یہ وہی کر رہے ہیں۔ نہ جواب دہی اور احتساب کا ذر، نہ غریب و مجبور عوام کا کوئی خیال۔ یہ ہوتا ہے، تیار فصل میں سورچھوڑ نے کا نجما۔ کہاں ہیں مہنگائی مارچ والے مولانا ذیزیں؟ کہاں ہیں مریم نواز اور شہباز شریف؟ جن کے پیسے میں مہنگائی کا سب سے زیادہ درد ہوتا تھا؟ عام لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور کچھ ایماندار لوگ لندن، آئرلینڈ یا اور ٹینکیم میں اپنے جزیرے بہارے ہیں۔ اور ایک غدار کراچی میں تیسرا کنسپرٹال بنارہا ہے۔ جیسی حقیقت کے بعد سے اب تک اشک مار کیتے 5631 پاؤنس گرچکی ہے۔ پاکستان کو 16 ارب ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے، اندھری بند ہو چکی ہے، جی ڈی پی صفر ہے، مہنگائی تین گناہے، ڈیفارٹ رسمک 100 فیصد ہے، ریزرو 22 سے 6 ارب ڈار پر آگے ہیں!

اور پھر کچھ لوگ کہیں کہ یہ بھی اسٹبلیشنٹ کی پالیسی تھی، چال تھی تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنا علاج کروائیں۔ مہنگائی کا جن بے قابو ہو چکا ہے، روزانہ کی بیاند پر روزمرہ اشیاء کی قیمتیں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عوام کیلئے سبزیاں اور پھل خریدنا بھی مشکل ہو کر رہ گیا ہے۔ مولانا فضل الرحمن، زرداری، شہباز شریف، ایم کیو ایم اور تحریک لیبک اور ان کے پارٹی ممبران اور پاکستانی میڈیا سب خاموش ہیں۔ محض اقتداری وجہ سے حقیقت یہ ہے کہ مہنگائی نے عوام کی جنیں نکلو دی ہیں، سبزیاں اور پھل عوام کی پیشی سے دور ہونے لگے ہیں۔ سبزیوں اور پھلؤں کی قیمتیں عوام کی قوت خرید سے باہر ہو گئی ہیں، سرکاری ریٹ است میں بھی مختلف سبزیوں کی قیمتیں میں اضافہ کر دیا گیا، جبکہ منڈیوں میں مافیا بے گام ہو چکے ہیں، سبزیوں اور پھلؤں کے من چاہیدام وصول کے جارہے ہیں۔ ذراائع کے مطابق پیاز 220 روپے سرکاری قیمت کے بجائے 250، ٹماٹر 65 کے بجائے 90 اور بہن چانس 295 روپے کے بجائے 390 روپے فنی کلو میں دستیاب ہے، اور کس 365 روپے کے بجائے 450 اور دیسی 100 روپے فنی کلو میں بیچے جارہے ہیں۔ اسی طرح فارمیٹ ٹینڈے 58 کے بجائے 70، ٹلو 34 کے بجائے 50، اروپی 160 روپے فنی کلو میں فروخت ہو رہی ہے۔ دوسری جانب پھلؤں کے قیمتیں بھی سرکاری ریٹ کے بر عکس وصول کی جارہی ہیں، سبز کالا کو 250 روپے فنی کلو جبکہ درجہ اول سب 350 روپے فنی کلو تک بک رہا ہے، پیپریا درجہ اول 270 روپے میں بیچا جارہا ہے، سبز کورا ای ای 345 روپے سرکاری نرخ کے بجائے 450 روپے فنی کلو میں فروخت ہو رہی ہے، جبکہ کیلوب کی فی درجن قیمت 140 روپے تک جا پہنچی ہے۔ شہری سبزیوں کی قیمتیں سن کر پریشان ہیں، ان کا کہنا ہے کہ مہنگائی کے اس دور میں گوشت تو دور، سبزی اور پھل کھانا بھی مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔

امیر اور غریب کے لئے الگ الگ قانون!

کلے کے نام پر وجود میں آئے والی مملکت خداداد پاکستان میں آزادی کی پون صدی گزر جانے کے باوجود اب تک عدالتی نظام کو اسلامی اور شرعی ڈھانچے میں نہیں ڈھالا جا سکا ہے، اس میں قطعی مبالغ آرائی نہیں کہ پاکستان میں غریبین کے لئے الگ ایم ایروں کے لئے الگ قانون ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اب تو عدالتوں سے غریبین کو انصاف ملنا خوب و خیال ہو کر رہ گیا ہے، جبکہ ایم ایروں، مraudات یا فتح طبقات اور سیاست و اقتدار کے جہاز پر سوار افراد نے قانون و انصاف اور عدالتوں کو گھر

ہونے ہیں، جب کارروائی اقتدار سے جڑے ہو سپاہی کو وزارت دستیاب ہوگی۔

ایک وہ وقت تھا کہ جب وفاقی کامیسٹ کی تعداد 50 کو تجاوز گئی تھی۔ تب عمران خان صاحب وزیر اعظم تھے، موجودہ سواچھ درجن وزراء۔ میں سے کئی درجن لوگ سارا سارا دن اس وقت کی حکومت کی کمپرنسیڈ کا چاکب بر سایا کرتے تھے۔ وہ 50 رکن کامیسٹ کو ملکی سرمائے کو دریا برد کرنے کے مترادف سمجھتے تھے۔

اس عکل کو عمران خان کیا رہوں کو نواز نے کامیابی کرتے تھے۔ آج وہی فوج ظفر موجود اقتدار کے نئے میں مست ہو کر اپنی کامیسٹ کو 76 رکن تک لے جا چکی ہے، لیکن اب یہاں تو یاروں کو نواز نے کامیابی سمجھتے ہیں اور ملکی سرمائے کامیابی۔ یہاں اس کو ملک کی خدمت کا موقع قرار دیتے ہیں۔

ایک وقت تھا، جب موجودہ وزراء۔ کے درجنوں چڑے دن رات مہنگائی پر تشویش کا انہصار کرتے تھے اور اس وقت کی حکومت کو گرانے کا واحد جواز پا کستان کے غریب عوام کا مہنگائی کی پچلی میں پسنا قرار دیتے تھے۔ مگر خود اقتدار میں آکر جب غریب کی گلگی کر پر مہنگائی کے تازیانے بر سانے کی رفتار ان سے بھی کئی گناہ بڑھا دی ہے تو اسے ملک بچانے کا واحد حل قرار دیتے ہیں۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ دن رات آنا چور، چینی چور، قبضہ مافیا اور ادویات مافیا کی کارروائی کو تبلیغ کریں، جس میں آتا اور چینی مہنگی کر کے 500 ارب روپے کا فائدہ اٹھانے والوں میں جہاگیر خان ترین کام تباہی تھا۔ پر اپنی کے نام پر اربوں کا فائدہ اٹھانے والوں میں علیم خان کا نام تباہی تھا، ادویات کے نام پر بیسہ بنانے والوں میں عون چوبہری کے خلاف پریس کافرنز سخنے کو تبلیغ کریں۔ حالات نے کروٹ لی۔ جہاگیر خان ترین، علیم خان اور عون چوبہری نے اپنا وزن عمران خان کے پڑھے سے اٹھالیا۔ پی ڈی ایم کو اس کا تختہ اٹھنے پر مدد فراہم کی تو کل تک جو لوگ انہیں ملکی خزانے کو لوٹنے والا قرار دیتے تھے، وہی ان کے گن گانے لگے اور جزو زبانیں ان کی ملک دشمنی اور لوٹ مار بیان کرتی تھیں، وہی ان کی شرافت، دیانت اور مظلومیت کے قصہ سناتی نظر آئیں۔

ابوالکلام آزاد نے ایک موقع پر کہا تھا کہ "سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا" مگر اب تو ایسا لگتا ہے کہ سیاست کے سینے میں ذرا سی شرم و حیا اور غیرت بھی نہیں رہی۔ اب جھوٹ، مکر، فریب، دعا بازی اور منافق کو سیاسی داشتمدی کا نام دیا جاتا ہے۔ جن نعروں کا سہارا لے کر اقتدار تک پہنچا جاتا ہے، اقدامات اس کے بالکل اٹھ کرے جاتے ہیں۔ جیسے عمران خان نے ایک کروڑ فوری کے نام پر کئی کروڑ لوگ بے روزگار کیے۔ 50 لاکھ گھر کے بدال کئی لاکھ لے گھر کیے۔ خوشحالی کے بدالے بدھالی دی۔ نظام کی بھرپوری کے بدالے نظام کو بدتر کیا۔ فلاں کے بدالے مہنگائی کا تھنڈیا۔

بالکل دیسے ہی موجودہ حکومت نے بھی عوام کو ریلیف کے بدالے عوام کا گلا گھونا۔ مہنگائی کم کرنے کی بجائے کئی گناہ زیادہ کر دی۔ جمہوریت کی بھالی کی بجائے آمرانہ رویے کو فروغ دیا۔ کفایت شعرا کو فروغ دینے کی بجائے توازن شافت کی پارش کی۔ ڈال کر تول کرنے کی بجائے اس کو اڑان دی۔ پڑولیم مصنوعات کو ادھی قیمت پر لانے کی بجائے دو گنہ پر لانے۔ ایکشن اصلاحات کی بجائے وقت گزاری کو ترجمہ دی۔

بقول علماء محدثین:

ہم کو تو میر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا چاغوں سے ہے روشن!

بھل صفائی کے نام پر کروڑوں کی کرپشن

حیدر آباد ملکہ ایری گیشن ہر سال 25 دسمبر کو نہیں نظام کو بند کر کے بھل صفائی مہم کا اعلان کرتا ہے،

لیکن یہ بھل صفائی صرف کاغذوں میں ہی ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔ ہر سال ملکہ ایری گیشن کی جانب سے 25 دسمبر سے نہروں میں پانی بند کر دیا جاتا ہے اور جواز پیش کیا جاتا ہے کہ نہروں کی بھل صفائی کی

جائے گی۔ پانی روکنے کے بعد شہر میں فراہمی آب کی روافی بھی شدید متاثر ہوتی ہے اور پینے کے پانی کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں، مگر سماں میں سرکار کے کانوں پر جوں تک نہیں ریگتی۔ ذراع کے مطابق ہر سال بھل صفائی کے نام پر کروڑوں کی کرپشن کی جاتی ہے اور سندھ حکومت کو بھل صفائی کے نام پر بہ طبعہ بے وقوف بنا جاتا ہے، مگر در پردہ یہ ساری کرپشن ملی بھگت سے ہی ہوتی ہے۔ گزشتہ کئی برس سے بھل صفائی کے نام پر حیدر آباد کے نہری نظام کو متاثر کیا جا رہا ہے، جس میں ملکہ ایری گیشن کے افران مبینہ طور پر ملوث ہیں۔ افسوس ناک بات تقویت ہے کہ کرپشن کے حوالے سے رپورٹ مظہر عام پر آتی رہتی ہیں، مگر سماں میں سرکار کی جانب سے اصلاح احوال کی ذرہ بر ابر بھی کوئی کوش اب تک سامنے نہیں آئی۔

منصف کا شرم ناک انصاف

پاکستان میں عدالتوں نے انصاف کو ایک تباہ بنا کے رکھ دیا ہے۔ گزشتہ کچھ عرصے سے پہلے در پے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں، جو عدالتی نظام کے منہ پر طلاٹ پچھے کے مترادف ہیں۔ غریب، مجبور، مہنگائی کی پچھلی میں گیہوں کی طرح پانے والے عوام جہاں پر بیان عدالت کے عجیب و غیر بقیصلوں کو حیرت سے دیکھ رہے ہیں اور بجا طور پر یہ سوال کر رہے ہیں کہ انصاف کی اوپرچی اور بھاری بھر کم کر سیوں پر براجمن منصف کیا واقعی انصاف کر رہے ہیں یا انصاف کے ساتھ "خول" کر رہے ہیں؟ گزشتہ دنوں اسلام آباد ہائی کورٹ نے اپنے ہی ملازم کے خلاف کی گئی کارروائی کو درست قرار دے دیا۔ اس کہانی کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ایک جنس کے گھر بطور "ویٹر" کام کرنے والا شخص 25 فروری 2022ء کو نج کی اجازت کے بغیر گاڑی لے گیا تھا۔ عدالت کے رجسٹر ارنے ویٹر کی اس گستاخی پر اسے شوکا زنوں جاری کیا۔ ویٹر نے شوکا زنوں کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس رات میری بیٹی شدید بیمار تھی، میرے پاس کوئی اور گاڑی نہیں تھی، بیٹی کی جان بچانے کے لیے بغیر اجازت میں جنس صاحب کی گاڑی لے گیا۔

ہائی کورٹ کا رجسٹر اس طرف سے مطمئن نہیں ہوا اور "درجہ چہارم" کے اس ملازم کو قبل از وقت جری ری شاہزادہ کر دیا گیا۔ ملازم نے اس فیصلے کے خلاف اپنی ہی عدالت میں رٹ ایڈا ڈر کر دی۔ کیس کی سمااعت ایڈسن جج جنس محن اختر کیانی نے کی۔ انہوں نے رجسٹر ارکی فیصلے کو درست قرار دیتے ہوئے ملازم کی اپیل خارج کر دی۔ جنس محن اختر کیانی نے فیصلے میں لکھا کہ 110 کلومیٹر کا سفر کیا گیا اور اس سے قومی خزانے کو تقصیں پہنچا۔

دوسری طرف جزل باجوہ پر بطور سپہ سالار مہینہ طور پر 13 ارب روپے کے اٹا چینا زکا الزام لگتا ہے، مگر نہ صرف اٹاٹوں کی چھان میں نہیں کی جاتی، بلکہ اپنی بھی آر کے افران کی تلاش شروع ہو جاتی ہے، جو جزل باجوہ کے اٹاٹوں کے تعلق ڈیا ایک کرتے ہیں۔ ڈھونڈنے کا نے کے بعد انھیں ملازمت سے معطل کر دیا جاتا ہے، جبکہ طاقتور جزل باجوہ کو کچھ نہیں کہا جاتا۔ ماضی قریب میں اسلام آباد ہائی کورٹ زیر عظم شہباز شریف کے میٹے سیلیمان شہباز کوئی لائنر نگ کیس میں مخفات قمل از گرفتاری دیتی ہے۔ جبکہ میٹے لائنر نگ ثابت شدہ ہے اور تقریباً 25 ارب روپے خورد بردا الازام ہے۔ سیلیمان شہباز عدالت کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ عدالت کیباہر وکٹری کا نشان بناتے ہیں دھواں دھار پریس کافرنز کرتے ہیں، جس میں وہ عمران خان کو سینگوں پر رکھتے ہیں۔

ہماری عدالتیں زرداری خاندان کو بھی اربوں کی کرپشن پر دھڑا دھڑھٹھانیں دے رہی ہیں، جبکہ دوسری طرف درجہ چہارم کے ملازم کو یہ کہہ کر نوکری سے قبول از وقت رٹا ڈر کر دیا جاتا ہے کہ 110 کلومیٹر گاڑی چلنے سے قومی خزانے کو شدید ترین تقصیں پہنچا ہے۔

جو معاشر طاقتور کچھوٹ اور کمزور کو قانون کی گرفت میں لاتے ہیں، وہ معاشر ہے زیادہ دیر قائم نہیں رہتے۔



شام و ترکیہ میں آنے والے زلزلے نے ہزاروں زندگیاں نگل لیں، قیمتی املاک کے مالکان پل بھر میں بھکاری بن گئے ترکی میں زلزلے سے بڑی تعداد میں عمارتوں کے منہدم ہونے کی وجہ زلزلے کی شدت ہے یا حکومتی نااہلی؟ ترکیہ کے صدر نے اپنی عوام کو اور بہتر رہائش کی تعمیر تک اخراجات اٹھانے کا اعلان کر کے عوام کا دل جیت لیا

ویڈیو سوشل میڈیا پر گردش کرنے والے ایک اشتہار کے مطابق کیونکہ اسے گذشتہ برس تعمیر کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے تازہ ترین تواعد کے مطابق بنایا ہو گا جو سن 2018 میں اپنی ذیث کیے گئے تھے، اور ان میں یہ شرط رکی گئی تھی کہ جن علاقوں میں زلزلہ آنے کا خدش ہے وہاں بہترین معیار کی سلکریث استعمال کی جائے اور اسے سٹبل کی بارز سے سہارا دیا جائے۔ تعمیر کے دوران کالمروں اور بندوق کو اس طرح سے لگایا جائے کہ وہ زلزلہ سنبھلے کے قابل ہوں۔

تاہم اس بلاک میں تعمیر کے معیار کے بارے میں تصدیق نہیں کر سکا۔

تصاویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ ساخی شہرا اسکندر دنی میں حال ہی میں تعمیر ہونے والے ایک اور اپارٹمنٹ بلاک بری طرح متاثر ہوا ہے۔ اس 16 منزلہ عمارت کا ایک حصہ مکمل طور پر منہدم ہو گیا ہے جس کے بعد صرف ایک معمولی سا حصہ ہی بچا ہے۔

میڈیا پر گردش کرنے والے ایک اشتہار کے مطابق

جن اعماقوں کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے ہیں۔

اس عمارت کی تعمیر یہ کہہ کر کی گئی تھی کہ یہ زلزلہ شائع کی گئی فوجی میں دیکھا جاسکتا ہے کہ لوگ چیختے پروف ہے اور اسے 'سرکاری قواعد و ضوابط کے

تاک' یہ اندمازہ لگایا جا سکے کہ بلڈنگ سینٹر کے بارے میں ہم کیا جان سکتے ہیں۔

ترکی اور شام میں پھر کو دو زلزلے آئے تھے جن کی شدت پا ترتیب سات اعشار یہ آٹھ اور سات اعشار یہ پانچ تھی اور ان کے باعث ہر قسم کی عمارتیں منہدم ہو گئی تھیں۔

تاہم ان عمارتوں میں ایسی بھی شامل ہیں جنہیں کچھ عرصہ پر تعمیر کیا گیا تھا جس کے بعد ملک میں بلڈنگ سینٹر کے معیار پر سوال اٹھائے جا رہے ہیں۔

جدید تعمیری مکنیک کے باعث عمارتوں میں اس شدت کے زلزلے سنبھل کی سقت ہوتی ہے۔ کیونکہ بیہاں اس سے قبل بھی ایسی آفات آچکی ہیں اس لیے سرکاری سطح پر کچھ اصول و ضوابط بنائے گئے ہیں



حساب سے بنایا گیا ہے۔

اس میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس میں استعمال

باقی عمارت ترقیتی کھڑی ہے اور گرنے کے قریب

ہونے والا سارا مواد فرست کالاں کو اٹھی کا ہے۔

ہوئے اس سے دور بھاگ رہے ہیں۔

مالٹیپر میں یہ عمارت کا نچلا حصہ گھر ہے جس سے

اس وقت اصل اشتہار تو آن لائن موجود نہیں ہے۔

لیکن ایسے دیگر اشتہاروں کے سکرین شاٹ اور

انہوں نے تقریباً 150 میٹر دور پہاڑی عمارتوں کو گرتے ہوئے دیکھا اور اچانک چیلے والے اندر ہرے کی وجہ سے انھیں کچھ بھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ بالکل قیامت کے جیسا تھا۔ میں نے یہ تصور کرنے شروع کر دیا کہ میں اپنے بیٹھ کو ملے کے نیچے سے کیسے نکالوں گا۔

ایک منٹ بعد انہوں نے دیکھا کہ ان کا پہاڑ مصطفیٰ پچھتا اور روتا ہوا ان کی طرف آرہا تھا۔ اس نے اپنا آئی ویڈیو پر نوجوانی کا، اور اس کے بازو سے خون بہرہ رہا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک کوئی بھی مہم عمارتوں تک نہیں پہنچ سکا۔ بھلی اور اختریت کی بندش کی وجہ سے وہ سول ڈینس یونیٹ کو بھی کال نہیں کر سکے۔



الدانہ ترکی کی سرحد کے قریب حزب اختلاف کے زیر قبضہ ایک قصبہ ہے۔ کسی بھی سرکاری خدمات کی عدم موجودگی میں سول ڈینس یونیٹ سے ہی ہنگامی طور پر سب سے پہلے رابطہ کیا جاتا ہے۔ لیکن ہاتھی اس قدر وسیع یا نے پڑھی کہ ان کے لیے ہر تمازہ شخص تک پہنچنا ناممکن تھا۔

چند گھنٹے بعد اس اعلیٰ صوبہ ادلب کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے نکل۔

وہ کہتے ہیں کہ انقسان ناقابل بیان ہے۔ سب سے زیادہ متاثرہ علاقے وہ ہیں جن پر پہلے شایع حکومت یا روایت افواج نے بمب اری کی تھی۔ سنہ 2011 میں شام کی بغاوت ایک تلخ خانہ بن گئی کی شکل اختیار کر گئی جہاں روکی جماعت یافتہ شایع حکومت نے باغیوں کے زیر قبضہ علاقوں پر حملہ کیا۔ اور یہ تعطیل پر ختم ہوا۔ اب شام مغربی شام، شایع اپوزیشن فورسز یا دمشق میں قائم حکومت کے زیر کنٹرول مختلف لگاؤے والے علاقوں میں تقسیم ہے۔



انطا کیہے سے ایک اور تصویری کی تصدیق کی گئی ہے جس میں دیکھا جاسکتا ہے کہ ایک نومنزل اپارٹمنٹ کمپلیکس کمبل طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ اس عمارت کا نام گوجلو باجھے ہے۔

بلاڈنگ کی تعمیر کے قواعد راجح کرنے میں ناکامی ترکی میں تعمیرات سے متعلق قواعدخت کیے گئے ہیں اور ایسا خاص طور پر سنہ 1999 کے زلزلے بعد کیا گیا ہے جس میں ملک کے شمال مغربی شرازہ مت ہے کہ اسے نومبر 2019 میں مکمل کیا گیا تھا۔

ویڈیو میں سرال کنسٹرکشن کمپنی کے بانی سروت اپٹلس کہتے ہیں کہ گوجلو باجھے شی پر اجیکٹ اپنے پرو فیسر الائکریز یونڈر کہنا ہے کہ اس کی ایک بھی یہ ہے کہ پرانی عمارتوں کوئے قواعد کے حساب سے بہتر نہیں بنایا گی اور نیئی عمارتوں میں یہ تعمیراتی قواعد لائگوئی نہیں کیے گئے۔

اذا شہر میں لوگوں سے بات کی جھوٹوں نے بتایا کہ اس اعلیٰ صوبہ ادلب میں تباہ ہوئی وہ 25 سال قبل آنے والے زلزلے میں متاثر ہوئی تھی لیکن اسے بہتر بنانے کے لیے اقدامات نہیں لیے گئے تھے۔

جاپان جیسے ممالک جہاں کروڑوں افراد غبان آباد اس پورے متاثرہ علاقے میں اتنی بڑی تعداد میں عمارتوں کے نہدم ہونے کے بعد ترکی میں متعدد افراد یہ سوال پوچھ رہے ہیں کہ قواعد و ضوابط کی نویعت ہے کیا۔

یہ زلزلہ یقیناً شدید تھا لیکن ماہرین کا مانتا ہے کہ اگر عمارتیں بہتر انداز میں تعمیر کی جائیں تو اس شدت کے زلزلے سے سبھی نہیں پائی۔

یونیورسٹی کالج لندن کے پروفیسر ڈیوڈ ایکنجر یونڈر کہتے ہیں کہ اس زلزلے کی شدت یقیناً بہت زیادہ تھی لیکن اس سے عمارتیں گرفتار نہیں چاہیے تھیں؛

وہ کہتے ہیں کہ انہوں جگہوں پر جھکلوں کی شدت گرفتار نہیں چاہیے تھیں؛

تھی اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہزاروں عمارتوں کا نہدم ہونا اس بات کا شہوت ہے کہ وہ زلزلے دروازہ بھی بھجنے گا۔





میں آپ کو بیان نہیں کر سکتی کہ صورتحال کتنی عجیب اپنے گھر سے زبردستی نکال دیے گے۔ زلزلے کے دوران جواہار سہاواہ اس سے بہت مختلف تھا جو تھی۔

میں نے جگ کے دوران محسوس کیا تھا۔ ہو کہتی ہیں: 'میں نے محسوس کیا کہ اس وقت، میرے ارد گرد کی ہر چیز گر سکتی ہے۔'

'میں اپنی ماں یا اپنی بہن کو کھو سکتی ہوں۔ یہ بہت بھاری اور مشکل احساس تھا۔'

حتیٰ کہ مثقل کے محفوظ مقام تک پہنچنے سے بھی پوری طرح انھیںطمینان نصیب نہ ہوا۔

آیا کوئی گھنٹوں تک چکر آتے رہے جیسے کہ زلزلہ ابھی جاری ہو۔

وہ ایک دہائی سے زیادہ کی خان جگلی کی عکاسی کرتی ہوئی کہتی ہیں: 'ایک رخ کے دوبارہ تازہ ہونے کی طرح تھا۔ ایک برازخ رخ جو آہستہ آہستہ بھر رہا تھا لیکن دوبارہ تازہ ہو گیا ہے۔'

'یہ رخ شام میں بغیر کسی استثنائے ہر ایک کے لیے دوبارہ کھل گیا تھا۔'

خدا شے کہ با غیوں کے زیر قبضہ شامی شام کے کچھ حصوں کا کسی نے ابھی تک اندازہ نہیں لگایا ہے۔

ڈاکٹر سلمون کا کہنا ہے کہ زلزلے نے انھیں جگ کے بدترین دنوں میں واپس پہنچا دیا ہے۔ وہ اس وقت حزب اختلاف کے زیر قبضہ مشرقی حلب میں رہتے تھے جب اس پر بمباری کی گئی تھی۔

وہ کہتے ہیں: 'میں نے محسوس کیا کہ موت قریب ہے۔ میں عمارتوں اور پتھروں کے گرنے کی آوازیں سن رہا تھا۔'

وہ زلزلے کے ان ابتدائی چند لمحوں میں پھیل افراطی کو بیان کر رہے تھے جہاں لوگوں کی تجہیزات پکار اور ان کی گھبراہٹ کوں سکتے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ 'میں سمجھنیں سکا کہ کیا ہو رہا ہے۔'

'ایک مشکل دن تھا اور اس میں کہیں کی ہوتی نظر نہیں آ رہی ہے۔'

ڈاکٹر احمد مصری زلزلے سے متاثرہ شامی علاقے

طبی سامان ختم ہو گیا تو ہمیں نقصان ہو گا۔' زلزلے نے شمال میں بشار حکومت کے زیر کنٹرول علاقوں کو بھی متاثر کیا ہے۔

آیا اپنے پہلے نام سے پکارا جانا چاہتی ہیں۔ وہ زلزلے کے بعد لاڈاً قیہ شہر میں اپنے خاندان کے حال احوال جاننے کے لیے وہاں گئیں۔

26 سالہ شیف اپنی ماں اور تمیں بہن بھائیوں کے ساتھ سوریہ تھی جب اچاک بچا چل گئی۔

انھوں نے کہا: 'میں بڑے سے اٹھ پیٹھی لیکن کہیں کہ مجھے کس چیز نے جگایا۔'

امچھ کہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے جب تک کہ میں نے اپنے باقی خاندان کو بھی جگا ہوا نہیں دیکھا۔

ان کا خاندانی گھر ایک مرکزی سڑک پر ہے اور ان

میں درجنوں رہائشی عمارتوں کو تباہ دیکھا۔ وہ کہتے ہیں: 'بہت سی عمارتیں اور محلے ہیں جہاں امدادی ٹیکس سامان کی کمی کی وجہ سے نہیں پہنچ پا رہی ہیں۔'

ہمیں واقعی میں الاقوامی تظمیموں کی مدد کی ضرورت ہے۔'

حقیقت وسائل

ڈاکٹر اسماء سلام سیریز امریکن میڈیا بل سوسائٹی (SAMS) فاؤنڈیشن کے لیے کام کرتے ہیں۔

یہ تنظیم شمال مغرب میں حزب اختلاف کے زیر قبضہ متعدد ہبتالوں کی مدد کرتی ہے۔

وہ کہتے ہیں: 'میں زلزلے کے چند گھنٹے بعد



اطاریب کے ایسے ایم ایس ہبتال میں تھا۔

'جب میں ہبتال سے نکلا تو ہاں تقریباً 500 ٹھیں۔

ٹھیں۔ میں زخمیوں کی تعداد کو نہیں گن سکا۔

ان کا کہنا ہے کہ اب صرف ای ہبتال میں 120 سے زائد فرادہلاک ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر سلام کا کہنا ہے کہ ہبتالوں کے پاس اسی تباہی سے منٹھنے کے لیے بہت کم وسائل ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ 'بلے سے بچائے گئے زیادہ تر لوگوں کو گھر سے رخ اور چوٹیں آئے؟' ہیں جن کے لیے خصوصی علاج اور جدید آلات کی ضرورت ہے۔'

انھوں نے مزید کہا کہ عطاریب ہبتال میں صرف ایک پرانی سی ٹیکسٹری میں ہے۔

زیادہ تر امداد تک کی راستے آتی ہے جو کہ سخت سرحدی چینگنگ سے مشروط ہے۔

ترکی کو خود ایک بہت بڑے انسانی بحران کا سامنا ہے، یہ واضح نہیں ہے کہ شام میں حزب اختلاف کے زیر قبضہ علاقوں تک کون سی پلاٹی پہنچے گی۔

ڈاکٹر سلام کہتے ہیں کہ 'اگر ہمارے پاس موجودہ



آیا اور ان کا خاندان بالآخر مثقل پہنچنے میں کامیاب اور گھبراہٹ کا ٹھکارہ ہو گئے؟'۔

آیا کہتی ہیں: 'میں صدمے میں تھی اور بال نہیں سکتی ہو گیا لیکن انھیں یقین نہیں ہے کہ وہ لاڈی میں تھی۔ میں دیکھتی رہی کہ دیواریں کیسے مل رہی ہیں اپنے گھروں اپنی کی ہمت بھی رکھتی ہیں۔'

وہ کہتی ہیں: 'ہم نے جگ دیکھی اور 2012 میں اور آگے پہنچے ہو رہی ہیں۔'

تیار نہیں ہے۔
انھوں نے کہا ایسے حالات میں ڈاکٹر ہوتا سب سے بدتر ہے جب آپ کسی کی جان بچانے یا کسی کی تکمیل کرنے میں ناکام ہوں۔ یہ سب سے برا احساس ہوتا ہے۔

اس دوران جب وہ مریضوں کی مدد کر رہے تھے تو انہوں نے کہا ایسے عملہ حیران و پریشان تھا۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ان کا اپنا خاندان زلزلے میں محفوظ رہا ہے۔ متأثرہ علاقوں میں بکال اور انتزیست و دوقول مقطوع ہو چکے تھے۔

ان کے والدین اور بھائی بھن، ہسپتال سے کچھ ہی فاصلے پر رہتے ہیں، لیکن ان کی الہیہ اور بچے سرحد پار جنوبی ترکی کے شہر غازی انتیپ میں رہتے ہیں۔ یہ علاقہ زلزلے کے مرکز سے نزدیک ہے اور یہ بھی زلزلے سے بڑی طرح متاثر ہوا ہے۔

انھوں نے کہا ایسے حالات میں یہ پتا نہ ہونا کہ آپ کا اپنا خاندان اور وہ لوگ جن سے آپ محبت

ہے۔

لائیں ہسپتال کے برادرے میں رکھی ہوئی تھیں۔

ڈاکٹر المصری نے بتایا کہ

انتہ کم وقت میں سینکڑوں

متاثرین کو ہسپتال لا گیا کہ

عملہ حیران و پریشان تھا۔

انھوں نے کہا میں نے کبھی

نہیں سوچا تھا کہ زلزلہ اس حد

تک تباہی کر سکتا ہے، اتنی بڑی

تعداد میں متاثرین ہوں گے۔

ڈاکٹر المصری کی بڑے

یہ علاقہ زلزلے کے مرکز سے نزدیک ہے اور یہ بھی

زلزلے سے بڑی طرح متاثر ہوا ہے۔

انھوں نے کہا ایسے حالات میں یہ پتا نہ ہونا کہ آپ کا اپنا خاندان اور وہ لوگ جن سے آپ محبت

تیار نہیں ہے۔

آخروہ کیا بات ہو گئی جس نے ایک سال میں

کو اتنا مضبوط بنایا اور اتنی برداشت سکھادی؟

2013 میں وہ ایک عارضی ہسپتال میں کام کر رہے تھے جب دشمن کی متعدد علاقوں میں راکٹ

دا غنے گئے جن میں نزواجینٹ سیرن کا استعمال ہوا

ہیں جسے سیرین امیریکن میڈیکل

سو سائی (مسک) نامی فلاحی ادارہ چلاتا

ہے۔ انھوں نے بتایا کہ سانچے کے فوراً

بعد ان کے ہسپتال میں کم از کم دو سو

متاثرین لائے گئے۔ اسی طرح ان کے

پاس لایا جانے والا ایک دوسرا پچھ

ساتھوں میں گھنے مسلسل

متاثرین کا علاج کرتے ہوئے وہ تحکم

چکے تھے۔

شمال مغربی شام کے شہر آفرين میں واقع ہسپتال

میں درجنوں متاثرین کے علاج کے لیے ان کے

ساتھوں میں صرف ایک اور ڈاکٹر موجود تھے۔

اسی دوران وہاں سات سالہ محمد عقید کو لایا گیا۔

ڈاکٹر المصری نے اس کا طبعی معاف نہ کیا

اور پایا کہ وہ بھیک ہے۔ لیکن قیوڑی ہی

بھائی بھنوں کی لاشوں کے پاس پڑا تھا۔ وہ سمجھی

والدین اس کے ساتھ نہیں تھے۔

ڈاکٹر المصری کہتے ہیں اپا انک، میں

کرتے ہیں محفوظ ہیں یا نہیں، سب سے اذیت

ناک ہوتا ہے۔

انھوں نے بتایا ہم اس وقت مریض کو ایک ڈاکٹری

حیثیت سے دیکھنے کے علاوہ یہ بھی دیکھ رہے ہوتے

ہیں کہ کہیں وہ ہمارے ہی خاندان کا کوئی فرد تو

نہیں۔

ڈاکٹر المصری کو تب جا کر کچھ راحت ملی جب ان

کے بھائی نے ہسپتال آ کر انہیں بتایا کہ ان کا پورا

خاندان محفوظ ہے۔ پھر انہوں نے ہسپتال میں ہی

تھوڑی دیر آ رکیا۔

انھوں نے بتایا اس وقت جب میری آنکھیں، تو

جیسے میں بے ہوش ہی ہو گیا۔ کیوں کہ ایسے لمحات

بھی آئے جب کام کرتے رہنے کے لیے مجھے ایسے

کسی کی ضرورت پڑتی تھی جو مجھے پکڑ کر کھڑا

رکھے۔

انھوں نے بتایا اس وقت جب میری آنکھیں، تو

دیکھنے میں تو معمولی لگتے تھے لیکن پھر کوئی مریض

دیکھ رہے تھے جو کم رکھی تھے۔

انہوں نے بتایا ان کے زخم ایسے تھے جو اور پرسے

دیکھنے میں تو معمولی لگتے تھے لیکن پھر کوئی مریض

دیکھ رہے تھے جس کی تائگ کاٹنا ضروری تھا۔ ہمارا

ہسپتال اس قسم کی آفات کا سامنا کرنے کے لیے

کہ ان کے خاندان میں بس اب وہ بچہ ہی زندہ چا

بھر لیا۔

اسے معلوم تھا کہ وہ محفوظ ہا تھوں میں ہے۔

ڈاکٹر المصری بتاتے ہیں بچے کے والدے نے مجھے بتایا

انھوں نے کہا لیکن مجھے یہ بھی لگا کہ وہ زخموں کی

تکفی کو بہت حد تک چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

کوشش کر رہا تھا۔

www.hrpostpk.com



متاثرہ عمارت کے مکنوں کے دوست احباب اور
ہم سائے اس امید پر آس پاس ہی موجود تھے کہ شاید
کوئی زندہ نہ گیا ہو۔

رسکیو حکام کی اس درخواست پر یہ سب لوگ
خاموش ہو گئے اور تمام مشینی کو بھی بند کر دیا گیا۔
چند منٹ کی خاموشی کے بعد رسکیو حکام نے ایک
انبوش بولائی اور تصدیق کی کہ ایک خاتون کو زندہ
پایا گیا ہے۔

یہ جرنیتی ہی جھوم میں خوشی کی لہر دو گئی۔ رسکیو
حکام نے بتایا کہ اس چھ مزدہ عمارت کے ملے سے
پہلی بار کسی کو زندہ نکلا گیا ہے۔

مقامی افراد نے بتایا کہ یہ ایک 50 سالہ خاتون
تھیں جو عمارت میں ایکی رہتی تھیں تاہم دیکھنے
والوں کے مطابق اس پیش رفت نے ان کو ایک خی
امید دی کہ شاید ان کے رشتہ دار بھی ملے تے اب
تک زندہ ہوں۔

اتنے ویچ پیانے پر بتای کی بیٹھی تیاری ممکن نہیں
تھی،
ترکی کے صدر رجب طیب اردوغان نے زلزلے
پر ریاست کے رہنمی پر بڑھتی تقدیم کا جواب دیتے
ہوئے کہا ہے کہ اتنے ویچ پیانے پر آنے والی
بتای کی بیٹھی تیاری ممکن نہیں ہے،

رجب طیب اردوغان نے طائے کے دورے کے
دوران بتایا کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 70 ہزار
افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

طائے زلزلے سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے
والا خاطر ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ یہ کہد رہے
ہیں کہ انہوں نے سکیورٹی فورسز کو بالکل بھی نہیں
دیکھا وہ "اشتناق" پھیلارے ہیں۔

صدر نے کہا کہ یہ اتحاد اور بیکھنی کا وقت ہے۔ اس
طرح کے وقت میں میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ
یہ مفاہوں کے لیے منفی مہم چلا کی جائیں۔
 واضح رہے کہ آج بتای کے شکار علاقوں کے
دورے میں انہوں نے کچھ ابتدائی مسائل کا
اعتراف کیا تھا تاہم کہا تھا کہ صورتحال اب
کشناول میں ہے۔

دوسری جانب عموم اور اپوزیشن کی جانب سے تقدیم
بڑھ رہی ہے۔ کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہنگامی
کوشاں بہت سترہی ہیں اور ان کے آخر سال
دولت حکومت میں زلزلوں کے خطرے کی خاطرے کی خوبی
موجود اس علاقے کے لیے پکنے لیں کہا گیا۔

شدید تباہ ہوا۔

یہ شہر ان دو زلزلوں کے
مرکز کے عین درمیان
میں واقع تھا جھوٹوں نے
جنوبی ترکی اور شامی شام
میں بتاہی چاہی۔

فضائی صادبیر کی مدد سے
دیکھا جا سکتا ہے کہ کیسے
سینکڑوں رہائشی عمارتیں
زلزلے کی وجہ سے زمین
بودھ ہو چکی ہیں۔

بیہاں ہزاروں افراد بے

گھر ہو چکے ہیں جن کے

واہوں کے لیے کوئی چند نہیں۔ کمی لوگ اس

خوف سے گھروں میں نہیں جاتے کہ ان کی عمر تین

کسی بھی وقت گر کر سکتی ہیں۔

سال اس وقت شدید سردی نے ملے تے دبے

تھا ہوا ہے لیکن ان کی بیٹی ہلاک ہو چکی ہیں۔

افراد کے زندہ فیک جانے کے امکانات کو اور کم کر دیا

ہے کیونکہ اس بات کا خدشہ ہے کہ ملے تے زندہ فیک

جانے والے لوگ سردی کی وجہ سے ہلاک ہو سکتے

اوہ لوہے کی چادر میں مقید ہے۔

میت ہانسر کچھ بولے نہیں لیکن وہ اپنی بیٹی کا باتھ

ہے۔

زلزلے کے بعد ملے تلے زندگی کے آثار

چھوڑنے سے انکار کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ

تاہم اپنی کہانیاں بھی سننے کوں رہی ہیں جن میں

ملے تے سے تین دن بعد بھی لوگوں کو زندہ نکلا جا

پہلی نظر میں یہ تصویر ان ہزاروں تصاویر

جیسی لگتی ہے جو ان دونوں ترکی اور شام

میں زلزلے سے آئے والی بتای کے

بعد متاثرہ افراد کی حالت دکھاتی ہیں۔

اس تصویر میں ایک شخص دکھاتی دے رہا

ہے جس نے نارنجی رنگ کی جیکٹ پہنی

ہوئی ہے۔ اس کے چہرے سے ایسا

تاثر ملتا ہے کہ وہ کہیں کھویا ہوا ہے۔

وہ ایک عمارت کے ملے میں بیٹھا ہوا

ہے۔ یہ عمارت جو کچھی سے بھر پور

تمہیں اب ملے کا تھا اس کی جیکٹ کی

اس شخص کا دیاں ہاتھ اس کی جیکٹ کی

بلاک ہو چکے ہیں۔ عالی ادارہ محنت کے مطابق

بلاک ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا

ہے۔

ایک بتاہ شہر

کے آثار سنائی دیے۔

یہ تصویر ترکی کے جس شہر کی ہے اس کا نام

یا ایک عمارت کا ملے تھا جو سموار کوتر کی اور شام میں

آنے والے زلزلے سے متاثر ہو کر گر گئی تھی اور

توہڑا غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنے نائیں ہاتھ

سے اس شخص نے ملے میں ایک ہاتھ قاما ہوا ہے۔





اپنی حساس علاقے میں قائم مسجد میں دہشت گردی کا واقعہ سیکھیو رٹی اداروں کی کارکردگی پر رسائی کیسے ممکن ہوئی؟ پولیس لائن پشاور جیسے اپنی حساس علاقے میں، جہاں ایک عام شہری کا داخلہ بھی ناممکن ہو، وہاں تک دہشت گروں کی رسائی کیسے ممکن ہوئی؟

بھی عوام نے امن مارچ کیا اور دہشت گروں کا جب وزیر اعظم کو دھماکے کے حوالے سے بریفنگ پیغام دیا کہ وہ اپنی سرزین کو دہشت گردی کیلئے استعمال ہونے نہیں دیں گے لیکن دہشت گرد موم کارروائیوں میں معروف ہیں۔

پولیس لائن پشاور کے دھماکے کی تحقیقات ہوگی، اس کی روپرٹ بھی آئے گی لیکن قانون نافذ کرنے کی تحقیقات ہوگی، پشاور کے دھماکے کی تحقیقات ہوگی، اس کی روپرٹ بھی آئے گی لیکن قانون نافذ کرنے والے اداروں اور حکومت کو جانانا ہوگا۔ پشاور پولیس لائن کا دھماکا یقیناً سیکورٹی غفلت ہے۔

سیکورٹی کے اتنے بڑے حصاء اور حساس مقام کے اندر تارگٹ تک پہنچنا غفلت کے سوا کچھ نہیں۔ سیکورٹی کا ازسرنو جائزہ یہاں ہوگا۔ مزید خون ہہنے والوں کا ہاتھ رکنا ہوگا۔ موجودہ حکومت کو بھی یہ دیکھنا ہوگا کہ دہشت گردی کے تانے بانے کہاں ملتے ہیں۔ اگر مرحد پار سے یہ ہو رہا ہے تو اس کا بھی جواب دینا ہوگا۔

تک رسکیو آپریشن جاری رہا۔ پولیس لائن دھماکے سے قبل دہشت گردی کے اکا ذکار دھماکے کا سلسہ شروع ہو چکا تھا۔ پشاور کے ذکار دھماکے کے صوبائی صدر ایمیل وی خان جو اسی دھماکے کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا گی۔ کب تک باپ اپنے بیٹوں اور بھائی اپنے بھائیوں کا جائزہ اٹھائیں گے؟ کب تک چھوٹے بچے اپنے باپ کی میت کو پولیس لائن دہشت گردی کی بڑی واردات ہے۔ دیکھ کر کہیں گے بابا کب آؤ گے؟ پشاور پولیس لائن پولیس لائن دھماکے کے صوبائی صدر ایمیل وی خان نے چند ماہ قبل حکومت کو آگاہ کیا تھا کہ دہشت گرد دوبارہ مقتول ہو رہے ہیں۔ سوات سمیت خیبر پختونخوا کے مختلف علاقوں اور قابل احتساب میں اس پر ہمیں آنکھیں بننے ہوں گی۔

اخت Sham Bashir
پولیس لائن پشاور پولیس کا ہیڈکوارٹر ہے جہاں سے صافت شروع کی تھی تو اس وقت کرام رپورٹ کا شوق تھا۔ اس وقت جرام کی خبروں کے لیے پولیس کے لئے ایک گیٹ ہوتے ہے جو جو جو دہشت گرد کیسے پولیس لائن میں داخل ہوئے؟ اس وقت آئی جی خیبر پختونخوا بھی تحقیقات سے قبل جواب دینے سے قاصر تھے۔
دھماکے کی تحقیقات کیلئے شیمس تھیل دی گئی ہیں، جنہوں نے مخفف زاویوں سے تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے۔ ابتدائی روپرٹ بھی تیار کر لی گئی ہے جس کے مطابق دھماکا خودکش تھا اور محلہ آور نے پہلی صرف میں خودکو دھماکے سے اڑایا۔ دھماکا اس قدر شدید تھا کہ مسجد کی منہدم ہو گئی اور چھت تسلی کی پولیس الہکار اور نمازیلے آئے شہری دب گئے۔ منہدم چھت تسلی تیزیوں کو نکلنے کیلئے صحیح پولیس لائن کی سیکورٹی مزید خست کر دی گئی تھی۔
پولیس افران کے علاوہ کسی کو بھی پولیس لائن کے مرکزی گیٹ سے اندر جانے پر پابندی لگادی گئی۔ کسی کام کیلئے جانے پر مکمل پوچھ چکھ کے بعد ہی چھوڑا جاتا تھا۔ پولیس لائن تک رسائی کیلئے تین نو اسی علاقوں میں پولیس چوکیوں اور گشت پر پولیس ہلکاروں کو نشانہ بنایا گیا۔ کافی عرصے بعد سارے پولیس لائن دہشت گردی کی وارداتوں میں کسی بھی تسلی سے پولیس نہیں رہی۔ لیکن ابھی بھی پولیس لائن کے مرکزی گیٹ سے گزر کر جانا عام آدمی کیلئے ممکن نہیں۔ دہشت گردی کا حالیہ واقعہ سوچنے پر مجبور کر دیا جائے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں، حکومت اور ہر شہری کے ذہن میں ایک ہی سوال اٹھ رہا ہے کہ دہشت گروں کی رسائی پولیس لائن



ہیومن رائٹس پوسٹ رپورٹ

پاکستان کہاں کھڑا ہے؟

زمانہ قیامت کی چال چل گیا اور ہم گندم تک باہر سے منگوار ہے ہیں

وطن عزیز میں اقتدار اور مفادات کی جنگ جاری ہے صاحبان اختیار و اقتدار کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ بٹورنے کے فارموں لے پر عمل پیرا ہیں

مغربی اور غیر مسلم قوم تیس دنیا کی تسلیم میں مصروف عمل ہیں۔ ان لوگوں کو دراصل سائنس و ٹکنالوجی سے ہی فرصت نہیں

ہم آج بھی میٹرو، اور ہیڈ برج، ریلوے، پی آئی اے، موٹرویزا اور انٹری بس سروس پر لٹر رہے ہیں، ہم ملک میں ویکسین تک نہیں بنا پار ہے ہم ہر سال ملک میں کیوں لاکھوں کی تعداد میں بے ہمراہ ایم اے پیدا کر دیتے ہیں؟ آخراں تعلیم کا کیا فائدہ، جوڑ گری ہولڈر کو دو وقت کا کھانا بھی نہیں دے سکتی

کیسے دنیا کی تمام بڑی آئی فرمز کا یانکور دھرم کیسے اور جو اس وقت بھی ہائی سینکیو رنی کنٹری کھلاتا ہے اور جو اس وقت بھی ہائی سینکیو رنی سے نہ صرف دیوار کے پیچھے موجود لوگوں کو دیکھا جاسکتا ہے، بلکہ ان کی عمر، سائز اور حرکات و مکانات بھی توٹ کی جاسکتی ہے کوئی نئی ایجادوں کے رہا ہے، آپ دنیا کے کسی بھی شعبے کی کوئی بھی جدید ایجاد اٹھا کر دیکھ لیں۔ آپ کو 2018 میں ایسی ڈیا اس بنا کی جو سوکھ کر مریض کے امراض بتا دیتی ہے۔ یہ ڈیا اس (Sniff Phone) کا لباقی ہے مفلوٹ لوگوں کے لیے ”ری واک“ کے نام سے مشین بنا کی اور مفروج لوگوں نے اس مشین کے ذریعے باقاعدہ چلنے پھرنا شروع کر دیا، کپسول سائز کا camPill کیسرہ بنا دیا، مریض یہ کپسول لگتے ہیں اور کسروہ جسم کے سارے اندر ورنی اعتضاء کا جائزہ لے کر پاہر آ جاتا ہے، دل کے لیے ہر بڑی بھی نیچ دیں، انکل کمیونی مزاحمت کرتی ہے، آپ ایک ہی بار فارمولہ بنادیں، لوکل لوگوں کو اس فارموں لے کے تخت سہولتیں اور رقم دیں اور اگر کوئی اس کے باوجود بھی مزاحمت کرے تو پھر ڈنڈا چلا کیسے، مگر کام نہیں رکنا چاہیے۔

یہ ٹکنالوجی کہاں ایجاد ہوئی؟ یہ 92 لاکھ پہلی ایکٹر کار اسراہیل میں بنی، دنیا کا پہلا آبادی کے اس ملک میں ہو رہی ہے، جس نے موبائل فون اسراہیل نے بنایا، سا بھر سینکیو رنی کا گزشتہ 50 برسوں میں امن نہیں دیکھا اور جس کی چدید ترین سسٹم (فاروال) اسراہیل نے بنایا، کل آبادی خوف میں سوتی اور دھشت میں جاگتی میڈیا کی 82 نیصد مشینیں اسراہیل نے ایجاد جیسا اری گش سسٹم بنایا اور اس سسٹم نے محروم

وطن عزیز میں اقتدار اور مفادات کی جنگ جاری ہے۔ صاحبان اختیار و اقتدار کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ بٹورنے کے فارموں لے پر عمل پیرا ہیں اور دوسری جانب مغربی اور غیر مسلم قوم تیس دنیا کی تسلیم میں مصروف عمل ہیں۔ ان لوگوں کو دراصل سائنس و ٹکنالوجی سے ہی فرصت نہیں اور ہمارے والوں کو کپشن اور لوٹ کھسوٹ سے۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے، جو ہماری ذلت و وزوال اور ان کی ترقی و عروج کا باعث ہے۔ رپورٹ کے مطابق اسراہیل کے سائنس و انوں نے پوری دنیا کو دراطحہ میں ڈال دیا، یہ ایک ایسا اینکرنسیشن مارکیٹ میں لے آئے ہیں، جو ہر قسم کی بھلی کے بغیر چلتا ہے اور اس کے لیے کسی نوعیت کا کرنٹ درکار نہیں ہوتا، آپ بس یہیں آن کریں اور یہ ہوا میں موجود گیزس سے چلنے شروع کر دے گا اور آدھ گھنٹے میں کمرے کا ٹپ پر پچ 15 ڈگری نیچے آئے گا۔ یہ ایک حیران کن ایجاد ہے، اس سے قبل جوں میں اسراہیل نے دیوار کے پیچھے دیکھنے کی ٹکنالوجی



جاءے، گریجویشن اور پوست گریجویشن کے درمیان مہنگی اجتناس اگائیں گے۔ 2 سال کی اخزن شپ لازمی ہونی چاہئے طالب علم گریجویشن کریں 2 سال کا عملی تجربہ حاصل کریں اور پھر یونیورسٹی میں داخلے لے سکیں، ملک میں 16 سال کی مسلسل تعلیم پر پابندی ہونی چاہیے۔ دوسرے کوایا کا ڈو ٹیسٹر کو زعفران اور چوتھے کو اویوریجن ڈیلکسٹر کر دیں اور وہاں یہ اجتناس اگا کر پوری دنیا کو فروخت کریں، ہم پھول اگا کریو اے ای کو کیوں نہیں بیچتے؟ اور ہم ان کا ست کمال کر کیا فائدہ، جو گری ہولڈر کو دوست کا کھانا بھی نہیں دے سکتے؟ نمبر چار یہ کہ ملک میں ہر ترقیاتی منصوبے کی تجھیں کی تاریخ ہونی چاہیے اور وہ منصوبہ ہر حال میں اس تاریخ پر مکمل ہونا چاہیے 10 سال میں اپنی ضرورت کی گیس، پڑول اور بجلی چین کی طرح اسے ایک دن بھی اوپر نہیں جانا

ہم ایوا کا ڈو زعفران اور گلاب کیوں نہیں اگاتے؟ ہم ایک پورے ریجن کو "فلاور ریجن" دوسرے کو ایوا کا ڈو ٹیسٹر کو زعفران اور چوتھے کو اویوریجن ڈیلکسٹر کر دیں اور وہاں یہ اجتناس اگا کر پوری دنیا کو فروخت کریں ہم پھول اگا کریو اے ای کو کیوں نہیں بیچتے؟ اور ہم ان کا ست کمال کریں تو ہم پاکستان کو لیدر انڈسٹری ہی بنالیں تو بھی ہم اربوں روپے سالانہ کامیابی ہونا چاہیے ہم 10 سال میں اپنی ضرورت کی گیس، پڑول اور بجلی

پیدا کر لیں، ہم گیس، پڑول اور بجلی کی صنعت کو اپنے چاہیے اور جو غلت کا مظاہرہ کرے، اسے سزا کر دیں۔ اور پانچویں اور آخری بات، خدا کے لیے خدا کے لیے ملک میں قانون کی حکمرانی قائم کر کپنیاں آگے آئیں، کام کریں، تیل اور گیس کیلیں، ہمیں بھی بچیں اور باہر بھی بیچ دیں، لیکن دیں۔ قانون کی نظر میں بچ سے لے کر بزرگ تک ہر شخص قانون کی نظر میں بچ سے لے کر بزرگ تک ہر شخص برابر ہونا چاہیے، کوئی عمران خان، زرداری یا بنادیں لوکل لوگوں کو اس فارمولے کے تحت سہولتیں کیکٹنی مزاحمت کرتی ہے، آپ ایک ہی بار قارروالا اپنی ضرورت کی خواک اسی ملک میں پیدا کریں گے، ملک میں اگر گندم کم پیدا ہوگی تو ہم کم گندم کھائیں، لیکن گندم درآمد نہیں کریں گے، کوئی آنکھیں کھول لیں اور چند بنیادی فیصلے کریں تو ہمارے ملک میں ہماری ضرورت کے مطابق پڑول اور گیس دونوں موجود ہیں لیکن ہم میں اسے کافی نہیں کر سکتے، لیکن ہم اگر اسے کمال بھی نہیں کرے، ہم اپنے ملک کا انتہا ہے اور ہم اگر اسے کمال بھی نہیں کرے، ہم اپنے ملک میں میرک تک تعلیم اور اس کے بعد اسکل ہونی چاہیے، آپ تمام کا لجز اور یونیورسٹیوں کو "اسکل انسٹی ٹیویس" میں تبدیل کر دیں اور اس وقت تک کسی طالب علم کو ڈگری نہ دی ہو جانا چاہیے۔

کوچھ توں میں بدل دیا، اس نے ہواسے پانی بنانے کی میکنا لوگی "واٹر جن" بھی متعارف کرائی، کیڑے مکوڑے مارنے کی محفوظ ترین میکنا لوگی بائیو بھی بنائی، دنیا کو نیوی گیشن (بھی ایس) کا سمنہ بھی دیا، جس کے ذریعے دنیا بھر کے مسافر دوسروں کی مدد کے بغیر اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ آج بھی میٹرو اور ہیڈر بر جن، ریلوے پی آئی جاتے ہیں اور اسرائیل نے ڈرون میکنا لوگی بنائی،

ہم آج بھی میٹرڈ، اور ہیڈر بر جن، ریلوے پی آئی اے، موڑویز اور اٹریشی، بس سروں پر لڑ رہے ہیں، ہم ملک میں دیکھیں تک نہیں بنایا پا رہے، اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے تک پلانے کے لیے تیار نہیں ہیں، آپ ملک کا کوئی ایک صاف سفر کو نا دکھادیں یا کوئی ایک شہر بتا دیں، جس کے شہر یوں کو صاف پانی اور اصلی خواراک مل رہتی ہو؟

اے، موڑویز اور اٹریشی، بس سروں پر لڑ رہے ہیں، ہم انسانوں اور جانوروں کی شاخی ڈیپائسر بنائیں اور ملک میں دیکھیں تک نہیں بنایا پا رہے، اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے تک پلانے کے لیے تیار نہیں ہیں اور خواراک، کپڑوں جوتوں اور سواری کے نئے ستم بھی متعارف کرائے اور آپ ایمازوں سے لے کر اوبر تک کسی بھی کمپنی کے سافت ویز کا مطالعہ کر لیں، آپ کو اس کے پیچے اسرائیلی ماہرین میں ہیں، شاید اس لیے 92 لاکھ لوگوں کے ملک کو اسارت اپس، نیشن کہتے ہیں، کیوں؟ کیوں کہ یہ چھوٹا سا ملک اسارت اپس میں پوری دنیا کو لید کر رہا ہے، دنیا کی واحد سپر پاؤ امریکا اسارت اپس میں دوسرے نہیں پا آتی ہے۔

آپ 92 لاکھ کے اس چھوٹے سے ملک کو دیکھیں اور اس کے بعد پاکستان کو دیکھیں، ہمارے صرف ایک شہر لاہور کی آبادی اسرائیل کی کل آبادی سے زیادہ ہے لیکن ہم اپنی ضرورت کی خواراک تک پیدا نہیں کر سکتے، لیکن ہم کھانے کا تبلیغ ملک کے مقدار طبقوں سے درخواست ہے، آپ پہنچ کر جائیں گے۔ ملک کے ملکہ بھائیوں لے تو ہم ڈیوالی کر جائیں گے۔ ورنہ یہ ملک ہاتھ سے لکل رہا ہے، ہمیں پہلے فیصلہ یہ کرنا ہوگا کہ دنیا اور ہر سے اور ہر جائے لیکن ہم اسے اپنی ضرورت کی خواراک اسی ملک میں پیدا کریں گے، ملک میں اگر گندم کم پیدا ہوگی تو ہم کم گندم سے اڑا دیتے ہیں، ہم اس ملک میں فوج کی پوری ڈوپرین کے بغیر گیس اور پڑول کے لیے ڈنگ نہیں کر سکتے، ہم نے 6 ماہیں بخوبی ہوں یا بھرپول ہوں، ہم اپنے ملک میں اگا میں گے، آدھا خود کھائیں گے اور آدھا نیک پسورٹ کریں گے 5 سال میں اری گیش کے نئے ستم بخوبی ہوں گے اور پھر زمین کا کوئی چچہ بھی خالی نہیں رہے گا، ہم گلوکوں میں بھی سیزی اگائیں گے، حکومت زرعی کا جلوں کے تمام

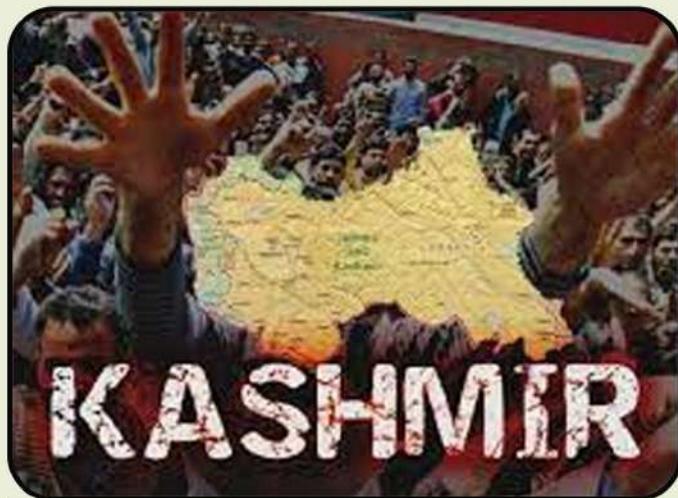
5th
FEBRUARY
KASHMIR
SOLIDARITY DAY

یوم تجھتی کشمیر؛ روایتی احتجاج کب تک؟

یہ دن اب صرف محض چھٹی منانے اور چندر لیلیاں اور سیمینا رنکا لئنے تک محدود رہ گیا

کشمیر پر بھارت کا قبضہ سراسر ناچائز ہے، جس کی مراجحت کرتا کشمیر یوں کا بنیادی حق ہے اور دنیا کی ہر قوم ایسا ہی کرتی ہے جس پر انہیں کوئی بھی دھنگروں نہیں کہتا بلکہ انہیں آزادی پسند کہا جاتا ہے۔ مگر کشمیری ایسی مظلوم قوم ہیں کہ وہ اپنی ریاست اور ملحق ہے، بھارت کے ساتھ کشمیری سرحد کی لمبائی صرف 200 کلومیٹر ہے جبکہ پاکستان کے ساتھ کشمیر کی سرحد 700 میل طویل ہے۔ کشمیر ہر لحاظ سے پاکستان کے ساتھ الحاق کا حق دار ہے۔ کرمظالم ڈھانے جاتے ہیں۔ کشمیر میں جاری حالیہ بھارتی دھنگروں نے پاکستان کے ہر فرد کو سونپنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آخر

شانی کے مطابق کشمیر کے 22 اضلاع میں سے کشمیر ہر لحاظ سے پاکستان کا حصہ ہے اور پاکستان کا 17 اضلاع میں مسلمانوں کو واضح اکثریت حاصل ہے، باقی 4 اضلاع میں کہیں ہندو، کہیں سکھ اور کہیں جائے بھارت کا کشمیر پر کوئی حق نہیں۔ انہوں نے بدھوں کو اکثریت حاصل ہے، لہذا مبینی لحاظ سے صرف اٹوٹ اگل کا ایک خود ساختہ نعروہ لکا دیا، جس میں کسی طرح کی کوئی چالی نظر نہیں آتی۔ یہ صرف پاکستانیوں کا دعویٰ نہیں بلکہ پوری دنیا جاتی ہے کہ کشمیری پاکستان کے جنڈے اٹھائے احتجاج کر رہے ہیں، اپنے شہدا کو پاکستانی پر چمچ میں لپیٹ کر دفن کرتے ہیں، پاکستان زندہ باڑا اور کشمیر بننے گا پاکستان کے نفرے کا آبادی کا تناسب 70 فیصد سے زیادہ ہے۔ مردم



اس تک اپنا پیغام پہنچائے، ملک میں مختلف جماعتوں کی طرف سے منعقد ہونے والی ریلوں اور جلوں میں شرکت کریں۔ میڈیا اور عوام مسئلہ کشمیر کو وسیع پیلانے پر اجاگر کریں۔ الیکٹرائیک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے کشیر میں ہونے والے بھارتی مظالم کو بنے نقاب کریں اور بھارت کے خلاف ایک زبردست مہم چالائیں۔

عوام کی ذمے داری ہے کہ وہ سوچ لیجئے کہ میڈیا پر کشیر کی آزادی کیلئے ہم چالائیں اور کشیر یوں کے حق میں دنیا بہر میں آواز اٹھائیں۔ ویسے تو روزانہ کی کشیر کیلئے آواز بلند کرنی چاہیے لیکن 5 فروری کو سوچ میڈیا پر صرف کشیر ہی ہونا چاہیے۔ یہ ہم سب کی ذمے داری ہے کہ جن ذرائع تک ہماری رسائی ہے ہم انہیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے حق کیلئے کوشش کریں۔ ان کی آزادی کیلئے ہمیشہ دعا گو بھی رہیں۔ کوئی غص اس دن آرام نہ کرے بلکہ پورا ملک سرپا احتجاج ہو۔ یuron ملک مقیم پاکستانی بھی اہم مقامات پر کشیر یوں کے حق میں ریلیاں نکالیں اور اقوام متحده کے دفاتر اور بھارتی سفارتخانوں کے سامنے احتجاج کریں تاکہ کشیر یوں کے حق میں ایک موچڑا اواز بلند کی جاسکے اور پوری دنیا کی توجہ اس مسئلے کی جانب مبذول کرائی جاسکے۔



بیں تب پاکستانی ان کیلئے بہت زیادہ دردمند ساتھ ہندوؤں کو بھی وہاں بسانا شروع کر دیا ہے اور رہیں گے؟ کب تک قابض بھارتی افواج ان ظلم ریلوں کی تعداد میں ہندو کشیر کی شہریت حاصل کر پچھلے ہیں۔ جسے دیکھتے ہوئے اب کوئی اہم یوم یکجہتی کشیر کے موقع پر پاکستانی بہت بڑے نیں رہ گیا کہ بھارت صرف اور صرف کشیر میں بیانے پر احتجاج کریں، کوئی فرد ایسا نہ ہو جو احتجاج میں مسلمانوں کی نسل کشی اور ہندوؤں کو بسانے کے ذریعے مسلمانوں کی تعداد کم کرے ہندوؤں کی وہاں تک رسائی ہے کہ مسلمانوں کے عورتیں دیکھ کر تعداد میں اضافہ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر پاکستانیوں کے دل ترپ اٹھتے ہیں۔ باقی تمام تر شیفونک رابطہ کر کے انہیں مسئلہ کشیر کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے ان کی رائے اپنے حق میں صورت حال بھی پاکستانی عوام کیلئے باعث غم ہے مگر ہموار کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی غیر ملکی عہدیدار سے تعلقات رکھتا ہے تو کب تک کشیری اسی طرح ظلم و ستم کی سچی میں پتے رہیں گے؟ کب تک قابض بھارتی افواج ان ظلم و ستم کے پہاڑ توڑی رہیں گی؟ کیا کشیری ہمیشہ پاکستان کے پرچم خاتے یوں ہی احتجاج کرتے رہیں گے اور بھارتی فوج ان پر گولیاں برساتی رہے گی؟ کیا آزادی مانگنا جرم ہے؟ کیا حق خود را دیتے کام طالب کرنا بغاوت ہے؟ جو قوم کی کے ساتھ بھی محقیق نہ ہوئی ہو، اس پر زبردست قبضہ کرنے کے بعد انہیں علیحدگی پسند و حریت پسند کہنا کہاں کا انصاف ہے؟ ان کے شہروں پر بقہہ کرنا، ان کے گھروں پر بلا جواز چھاپے مارنا، ان کے لوگوں کو شہید کرنا، ان کے ہنسنے لئے جنت نظری شہر اجاذہ دینا اور پہران کی مراثمت پر انہیں ہی ہمگرد کہنا کہاں کی غلمندی ہے اور کسی جم جموریت ہے؟ نہیں نہیں میں مقصود چھوپن کو جیل گنوں سے خوبی کرنا، ان کی بینائی چھین لینا، انہیں ترپے ہوئے چھوڑ کر بھاگ جانا، ہر روز نوجوانوں کو شہید کرنا، خواتین اور بزرگوں کو بلا جواز پر پیشان کرنا کہاں کی انسانیت ہے؟ کیا بھارتی افواج بے لگام ہیں، انہیں کیلی ڈالنے الاؤ کی نہیں؟

کراچی سے خیرتک، یوم یکجہتی کشیر قومی عزم وجذبے کے ساتھ منایا گیا

کشیر یوں کے ساتھ کھڑے ہیں، بھارتی و خیانہ اقدامات کو عالمی فورم پر اجاگر کرتے رہیں گے۔ یوم یکجہتی کشیر پر وزیر خارجہ بلاول پہنچنے کے باوجود شہزاد شریف اور وزیر خارجہ جاوہد علی چھوٹی کشیر کے موقع پر اپنے خصوصی پیغام میں اور یہ عظم شہزاد شریف اور وزیر خارجہ بلاول پہنچنے کے باوجود شہزاد شریف اور وزیر خارجہ اسلام پیش کیا۔ اپنے بیان میں کشیری عوام کی غیر متعازل اخلاقی، سفارتی اخلاقی، سفارتی اور سیاسی حمایت جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کر رکھنے کے عزم کا اظہار کر رکھنے کے ساتھ منایا گیا۔



یہ یوم یکجہتی کشیر قومی عزم و جذبے کے ساتھ کشیر یوں کی نسل کشی کرنا ہے، جس کیلئے وہ ہر طرح کے ناجائز حرabe استعمال کر رہا ہے۔ بھارت کا اصل نشانہ کشیری نوجوان ہیں اور وہ آئے روز کئی نوجوانوں کو شہید کر رہے ہیں۔ کشیر میں میڈیا آزادی سے کوئی نہیں کر سکتا، جس کی وجہ سے شہادتیں روپورث نہیں ہو سکتیں۔

تھوڑی بہت جو روپورث ہوتی ہیں وہ ہم تک یکجہتی ہیں، جو روپورث نہیں ہوتیں وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں، جو روپورث نہیں ہوتیں وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ بھارت نے کشیر میں مسلمانوں کی تعداد کم کرنے کے لیے کشیر یوں کو شہید کرنے کے ساتھ اظہار کشیری کیا جب کہ صبح 10 جیسا زن بجا کر ایک کشیری صورت حال اگست 2019 کے بھارتی مفت کی خاموشی اختیار کی گئی۔ آج آزاد کشیر کی غیر قانونی اقدامات کے بعد بدترین رخ اختیار کر قانون ساز اسمبلی کا خصوصی اجلاس ہوا جس میں بھی ہے، بھارتی اقدامات عالمی قوانین کی خلاف وزیر عظم شہزاد شریف نے بھی خطاب کیا۔ یوم ورزی ہیں۔ اپنے پیغام میں انہیوں نے کہا کہ



سکتی معيشت کی بہتری کیلئے نہ مفتاح کام آیا نہ اسے ڈاکٹر ڈار کی تجربہ کاری سے کوئی افاقہ ہوا۔

ڈالرتاریخ کی بلند ترین سطح پر ہے، روپیہ کے کانہیں رہا۔ ہزاروں پڑھے ہے لکھے تو جو ان ملک چھوڑ گئے

طبقے کی کمرتوڑ کر رکھ دی ہے، آدمی اٹھنی ہے بے اور کومنڈر برداشت دیا گیا ہے۔
بچپن حکومت پر ناتج بکاری کا نیگ لگایا گیا، مگر وعدے وعید خرچ ہزار۔ اب ایسے میں گزرا کیمکر ممکن ہو۔ بچا کر دنیا سے بیک تک مانگی گئی، مگر وعدے وعید کے بل دیں تو گہر کارا یہ ادا کرنے کو پیسے نہیں اور پچھلی حکومت پر ڈالنے والوں نے تجربہ کاری کی اگر کاری بھی مانگ تاگ کر دے دیا جائے تو دو چالات اس قدر بے تابو ہیں کہ غیدہ پوشی کا بہر وقت کی روئی کا حصول مشکل تر ہو چکا ہے۔ لیکن اسی محاڈ آرائی جاری ہے۔ دونوں محاذوں سے عوام کے نام پر کھلیا جانے والا کھلیا جاری ہے۔ کسی کو پروانہیں کہ عوام جیتے ہی درکور ہیں۔ ذاتی اتنا کی تسلیں کیلئے ملک کو تباشانے والوں نے ہر روز یا ڈرامہ تیار کر رکھا ہوتا ہے۔ خبروں کی سرخیوں میں رہنے اور اصل مسائل سے تجہ ہٹانے کیلئے ملک کے اداروں سے لے کر ریاست کے وقار تک کو ڈھنٹائی سے مجروح کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف خزانہ خالی ہے، دوسرا طرف انسپلیوں میں انتباہات کرانے کیلئے بڑی رقم حاضر ہے جبکہ سیاسی انتقام کیلئے پکڑ ھکڑا اور عجیب و غریب قسم کے مقدمات نے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی شکل بگارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی۔

سوال کرو کہ یہ سب کیا ہے؟ تو جواب ملتا ہے پچھلی حکومت نے بھی ہمارے ساتھ ایسا کیا تھا۔ تو جناب پھر آپ میں اور ان میں فرق کہاں ہے؟ کیا ملک ایسے حالات میں اس رسکشی (باتی صفحہ 24 پر)

کھنچن لیے اور کچھ نہ سوچی تو سلاپ زدگان کے ذمہ دکھا کر دنیا سے بیک تک مانگی گئی، مگر وعدے وعید کو وجہ بنا کر عدم اعتمادی قرار داد لائی گئی۔ حقائق چھپا کر ہر طبقہ سے آگے بات نہ بڑھ سکی۔ حقائق چھپا کر ہر طبقہ مارچ کیے گئے۔ گیراہ بجا عتوں پر مشتمل تعریف ہی بد ڈالی۔ تین تین بار حکومتوں میں حکومت کو رات کے اندر ہیرے میں بغیر دوڑوں کے رینے والوں نے معاشری پالیسی کا تیباخ پر کرڈا۔ وہ اقتدار کے ایوانوں تک لا لایا گیا۔ ویکم ٹو پرانا

عوام کو مندر برداشت دیا گیا ہے۔
بچپن حکومت پر ناتج بکاری کا نیگ لگایا گیا مہنگائی کو وجہ بنا کر مہنگائی کی شری می چھوڑ دی گئی۔ جس کی پنگکاریوں سے عام آدمی جل بھن کر ہو گیا ہے۔ حالات اس قدر بے تابو ہیں کہ غیدہ پوشی کا بہر بھی شرمندہ ہے۔

سکتی معيشت کی بہتری کیلئے نہ مفتاح کام آیا نہ اسے ڈاکٹر ڈار کی تجربہ کاری سے کوئی افاقہ ہوا۔ نووں میں آئی ایم ایف کا نشاں نہ رہا۔ نیت کر چکا ہے کہ آس پاس کے ارادوں سے ادھار مانگ کر بھی قدم لڑکھراتے لڑکھراتے وہیں جا پہنچ جہاں سے وقت بیکھر پر جان میں جان آئی جاتی ہے۔ مگر یہ دلایتی پڑیاں کبھی شرطیوں پر ہی ملا کرتی ہیں۔ وجود ہولہاں کرو گے تو ایک پُری ملے گی، سو بالآخر بائیکس کروڑ عوام کی کبھی چڑھادی گئی۔

جب اسٹیٹ مینک سے ”خالی ہے خالی ہے“ کہ آوازیں آئیں تکیں توہن ماہ سے آئی ایم ایف سے اب سکھ کا سانس نفیس ہو گا، مگر دس ماہ سے ہر ہوش نے عوام کے ہوش اڑا لے۔ چڑوں پیس پر روتے بلکہ عوام مہنگائی کی دھائیاں دیتے رہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ بچوں کو علم دیں، آٹا خریدیں یا چڑوں ڈالوائیں؟ یہیں لگتا ہے ہاتھ پر جر باندھ کر



سیاستدان جن پر بچپن حکومت میں کرپشن کے کیس پاکستان کا نظر ہے۔ گا۔ عوام سمجھے کہ تجربہ کاری نہیں آئی ہے، اب سکھ کا سانس نفیس ہو گا، مگر دس ماہ سے ہر ہوش نے عوام کے ہوش اڑا لے۔ چڑوں پیس کیسرا ختم کیے گئے لیکن عوام کی بہتری کیلئے کیسرا ختم کیے گئے ہے، روپیہ کے کانہیں دھوئے، دعوے رہے۔ اس وقت بدترین حالات نے غریب اور متواتر دوست مالک نے غیر لفظی کی صورت حال دیکھ کر ہاتھ



طااقت کا نشہ اور عقل کا استعمال

عمران خان اپنے دورِ اقتدار میں عوامی فلاح کے بجائے صرف انتقامِ سیاست پر گامزن رہے۔

با شعور طبقہ یقینی طور پر اس بات کا حامی تھا کہ ملک کوتراقی کی راہ پر گامزن کرنا ہم ہے۔ کرپشن کے راستے روکنا ضروری ہے

کچھ میں یہ کڑیاں شیرج، جزل شیرج، ڈائریکٹر یا گئیں۔ بنیادی بات پاکستانی معاشرے میں یہ ہے کہ یہاں ہمیں موٹیویشن سے زیادہ دو وقت کی ماکان تک جا کرچی ہیں۔ طاقت کو اپنے اختیارات کا مرکز بنانے والے وفاتر ہوں یا کمپنیاں، گروہ اور روٹی چاہیے ہوتی ہے، ہم آئندیز یا تخلیقات کے ممالک، ہر جگہ ہی آپ کو پیشائی پر بل، مشکلات کا مجھے عملی طور پر چیزوں کو پر کھٹے کے زیادہ عادی بڑھنا، کام کرنا، افراد کا نفسیتی مسائل کا خکار ہونا ہیں اور کسی کی ذات کو تخفید کا نشانہ تب بنانا جاسکتا ہے جب خود کو رکرکی بلندی پر فائز ہوں۔ اسی لیے عام ملے گا۔ اس کے بر عکس جہاں پر طاقت کے نشے میں گم ہونے کے بجائے، طاقت کو فلاح کا قاسم علی شاہ ہوں یا نیشن منڈیلا کی مثل دیے جانا مركز بنایا جانا عمومی رویہ ہو، وہاں حالات تدرے ہو، بحث عبث ہے۔ بعد از گرفتاری فواد چوہدری بھی اپنا موازنہ بھگت ٹنگ اور نیشن منڈیلا سے کر بھیت ہوں گے۔ طاقت حاصل ہوتے ہوئے عقل کا

نیشن منڈیلا نے جنوبی افریقہ میں ناصرف ایک طویل قید کاٹی بلکہ پھر طاقت بھی حاصل کی اور اقتدار میں آئے۔ لیکن جیران کن طور پر غلامی کی چھاپ لیے ہوئے معاشرے میں ان کی طاقت کسی کی کے خلاف بطور انتقامِ استعمال نہیں ہوئی

رہے ہیں۔ یہاں ہم صرف عمران خان اور ان کی طاقت کا ذکر کرتے ہیں۔

نیشن منڈیلا نے جنوبی افریقہ میں ناصرف ایک طویل قید کاٹی بلکہ پھر طاقت بھی حاصل کی اور اقتدار میں آئے۔ لیکن جیران کن طور پر غلامی کی چھاپ لیے ہوئے معاشرے میں ان کی طاقت کسی کے خلاف بطور انتقامِ استعمال نہیں ہوئی۔ اقتدار سنجاتے ہی سفید فام طبیقے کے حوالے سے

شاہدِ کاظمی
ادارے اور ممالک کے علاوہ ممالک پر مشتمل طاقت ور ہو جانا اصل کامیابی نہیں، بلکہ اصل گروپ بھی ہو سکتے ہیں۔ سادہ سی مثال ملاحظہ کیجیے۔ کسی بھی دفتر کا چپر اسی کامیابی بھی ہے کہ آپ طاقت، اختیار اور اقتدار سائلین پر اپنی طاقت کا رباع جانتا ہے۔ چھوٹا سا ملک کی کامیابی یا ناکامی کی راہ متعین کرتا ہے۔ آپ طاقت حاصل کرنے کے بعد اپنے رویے ہیں۔ یہ چھوٹے کلکر اس چپر اسی پر اپنی طاقت کا سکن چلاتا ہے۔ ہیئتِ کلکر اس چھوٹے کلکر کو سکون کا سانس نہیں



میں نزی لاتے ہوئے اپنی تمام ترقوا نایاں تعمیری لینے دیتا اور بالوکی توپوں کا رخ ہیئتِ کلکر کی جانب سرگرمیوں میں صرف کرتے ہیں تو ناصرف آپ کی ہوتا ہے۔ پر نہذنہ (چھوٹا شیرج، فور میں وغیرہ) طاقت معاشرے کو فلاح کی راہ پر گامزن کر دیتی اپنی دھماک ہیئتِ کلکر پر بھاتے ہیں، اس سے اپر افسری کا بیان تبدیل ہو کر ڈائریکٹر صاحبان اور ہے بلکہ آپ کی اپنی ذات پر بھی ثابت ارش چھوڑتی سکر پیری و وزرا تک جاتا ہے، جب کہ کارپوریٹ ہے۔ طاقت کے حوالے سے افرادی شخصیات،

جو انہوں نے اپنی حکومت میں صر انجام دیا ہو؟ اگر ایسا ہے تو پھر حکومت کے خلاف ہم میں اس کا سہارا کیوں نہیں لیا جا رہا؟ سوال بہت ہیں، جواب نہیں مل پا رہے۔

قائد اعظم ہوں یا مہاتما گاندھی، مارٹن لوٹھر گنگ ہوں یا مادہ تجھ، نیشن منڈی ہوں یا مہاتمہ تیر محمد، کسی نے بھی اختیار ملتے ہی نہ تو تکمیر انداز اپنا نہیں فخر و غرور کا دامن تھا۔ سب سے بہترین مثال آئائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جنہوں نے فتح کے پر عالم معافی کا اعلان کیا۔ کیا مکے لوگ برائیوں میں نہیں ہے؟ بالکل ہے۔ لیکن کرداری عظمت سے ان کا وچھائی کی جانب لایا گیا۔ عمران خان نے چوروں کے خلاف کارروائی کا واویا کیا تو کیا لیکن کیا خود اس گند سے دور رہے؟ یہاں تو حال یہ ہے کہ ریاستِ مدینہ کی شانیں دی گئیں لیکن حقیقتی معنوں میں اپنی کو ایسے نوازا گیا کہ قصہ اب جو محلنا شروع ہوئے ہیں تو دہائی بھی ہے کہ خدا ایسی تبدیلی سے بچاے۔

کوتراقی کی راہ پر گامزن کرتے اور اس کے بعد جن چن کر چوروں کو موپ پر لکھا دیتے تو آپ کی واہ واہ بھی ہوتی اور غالباً برادری میں نام بھی۔ لیکن حال یہ ہے کہ پلٹر زدہ ناگ کے علاوہ انتخابی ہم میں کچھ دکھانے کو نہیں۔ اور موازنہ اپنا مہاتمہ تیر محمد اور نیشن منڈی یا۔۔۔

بے پناہ عوامی وسائل سیاسی انتظام میں جھوک دیے گئے اور حال یہ رہا کہ خیبر پختونخوا کا ہیلی کا پڑھ غیر قانونی استعمال کرتے رہے اور پچھے کیلے قانون سازی کرنا پڑتی۔ بنی گارلکی ریگوں ازیش نہیں؟ ارے چھوڑیے صاحب! کیا یہی تبدیلی تھی؟ یہی کامیابی تھی؟ طاقت اسی لیے حاصل کی تھی؟ اور دعوے بس دعوے ہی تھے؟ کہاں ہیں سرکاری عمارت میں درس گائیں؟ کہاں ہیں بھینوں کی نیلامی سے لائی گئی کامیابی؟ کہاں ہیں دوسو ڈیم؟ کہاں گیا مرغی پالیسی سے لایا گیا انتقال؟ کہاں بنے ہیں لاکھوں گھر؟ نوازے جانے والے کھلاڑی آج کل کہاں ہیں؟ موجودہ حکومت کی کارکردگی انتہائی بڑی ہے۔ لیکن کیا عمران خان کے پاس اس حکومت کے خلاف ہم کیلے کوئی ایسا ثابت کام ہے

لقریر کے بر عکس چون چن کر انتقامی سیاست کیلے لوگ ڈھونڈتے۔ یہ امریقی طور پر اتم ہے کہ نواز آپ عمران خان کی ذات کو سامنے رکھے۔ باہمی اور اخیں گی بھی کرنہوں نے ملک کے ساتھ کیا سوال جہد و جہاد کا خاتمہ تین علیم کے چہازوں پر ہوا۔ بہر کرتبدیلی کے کھلاڑی لائے گئے۔

حیران کن طور پر اس پورے عمل کو جمہوری بھی کہا گیا

اور بہترن بھی۔ آزاد پچھلی لانا غیر جمہوری رویہ

نہیں تھا، لیکن چہازوں کی جس طرح تشبیہ کی گئی اس

سے ایک بات یقینی ہو گئی کہ کہانی گفتہ سے شروع

ہو کریاں؟ ایشیں ناٹیگ؟ اقوام عالم میں مقام؟

گئی۔ لیکن اس طاقت کو حاصل کرنے کے بعد کیا

ہوتا جب عمران خان طاقت حاصل کرنے کے بعد

عاجزی سے ملک کی خدمت کو پاناشاہرا بناتے۔ نہ تو

واضح لاجع عمل تھا اور نہ ہی ملک کوتراقی کی کرنا اہم

ڈالنے کیلے کوئی سمت، لہذا ایک ہی ایجمنڈ اباقی پھا

غصہ، غصہ اور صرف غصہ۔

اوکھے ہو تو یہ قوافلہ فیصلے کیے جانے لگے۔ ترقی

کی طرف توجہ کے بجائے سیاسی انتظام کی جانب

بلکہ ہمارا مقصد ہی اس طاقت کا حصول تھا، جس

کیلئے ہم نے ہر حرپ آزمایا۔ عمران خان نے پہلی

ان کا نرم روپی حیران کن تھا۔ شاید بھی وجہ ہے کہ جو بھی افریقہ آج ترقی کر رہا ہے۔ اس کے بر عکس شریف ہوں یا آسمانی برادری میں نام بھی۔ لیکن حال یہ ہے کہ پلٹر زدہ ناگ کے علاوہ انتخابی ہم میں سلوک کی، لیکن ضرورت اس امریکی تھی کہ پہلے ملک کو مضبوط بناتے پھر چوروں پر بھی ہاتھ ڈالتے۔

حیران کن طور پر اس پورے عمل کو جمہوری بھی کہا گیا

اور بہترن بھی۔ آزاد پچھلی لانا غیر جمہوری رویہ

نہیں تھا، لیکن چہازوں کی جس طرح تشبیہ کی گئی اس

سے ایک بات یقینی ہو گئی کہ کہانی گفتہ سے شروع

ہو کریاں؟ ایشیں ناٹیگ؟ اقوام عالم میں مقام؟

گئی۔ لیکن اس طاقت کو حاصل کرنے کے بعد کیا

ہوا؟

پاکستانی معاشرے کا باشور طبق یقینی طور پر اس بات

کا حاصلی تھا کہ ملک کوتراقی کی راہ پر گامزن کرنا اہم

ہے۔ کرپشن کے راستے دو کتاب ضروری ہے۔ معاشی

لوازم سے پاکستان کو آگے لے جانا اہمیت رکھتا ہے۔

لیکن نہیں جذاب اہم نے باہمی سال جہد و جہاد

پاکستان کوتراقی کی راہ پر ڈالنے کیلے کی ہی نہیں تھی،

بلکہ ہمارا مقصد ہی اس طاقت کا حصول تھا، جس

کیلئے ہم نے ہر حرپ آزمایا۔ عمران خان نے پہلی

لقبیہ:۔۔۔ وہارے تحریب کارو!

معیشت کی ڈھنیں سانیس نہ سنائی دیتی ہیں، نہ کرنے کے بجائے ملک کو افراتفری اور انتشار کی دھکائی۔

ضرورت اب اس امریکی ہے کہ اس بار اشرافیہ احساں کرے۔ پچھہتر سال سے عوام کا خون

ضرورت اب اس امریکی ہے کہ اس بار اشرافیہ احساں کرے۔ پچھہتر سال سے عوام کا خون چوسنے والے اب اپنا فرض بھی ادا کریں۔ شناخت کیلے قربانی بھی کو دینی ہو گی۔ مرتی معیشت کی سانیس بحال کرنے کیلے اپنے اخراجات میں کی لائیں۔ وفاتی کابینہ کے جہاز جیسے سائز کو گھٹائیں۔ مفت کی بجلی، پڑوں اور سرپاؤں کا بیسہ خزانے میں جمع کرائیں۔ گھروں میں جو سونے کے انبار

عوام چاہے مٹی پھاٹک کر گزار کریں مگر اشرافیہ کی شاہ خچیاں کم ہوتی دھکائی نہیں دیتیں۔ سوال تو یہ بھی ہے کہ جب معاشی بدحالی سے عوام کی زندگی اچیرن ہے تو چج، جرثیں، بیووکریں اور سیاستدان کیوں مزے میں ہیں؟ انہیں بھگائی کے اس طوفان سے فرق کیوں نہیں پڑتا؟ نہ تو ان کے خرچ کم ہو رہے ہیں، نہ عیاشیوں کو بریک لگ رہی ہے۔

پاکستانی ہے تو پاکستان کیلے قربانی سبھی کو دینی اور متوسط طبقات کے بچے یہاں تعلیم حاصل کر ہو گی۔ مرتی معیشت کی سانیس حال کرنے کیلے رہے ہیں تو اپنے بچوں کو بھی یہاں لائیں۔ فیسوں اپنے اخراجات میں کی لائیں۔ وفاتی کابینہ کے جہاز جیسے سائز کو گھٹائیں۔ مفت کی بجلی، پڑوں اور جانیدیں بنا کریں ہیں تھی کہ پاکستان کو سنواریں۔

پاکستانی ہے تو پاکستان کیلے قربانی سبھی کو دینی اور متوسط طبقات کے بچے یہاں تعلیم حاصل کر ہو گی۔ مرتی معیشت کی سانیس حال کرنے کیلے رہے ہیں تو اے ڈی اے چڑھے پر دلوں حاصل کریں۔ فیسوں اے الگ ملتا ہے۔ کروڑوں کی گاڑیوں میں موسم کی تپش سے بے نیاز اس مخلوق کو دینی لیٹر پر سکتی

اگر واقعی پاکستان سے محبت ہے اور اس مٹی کیلے کچھ کر گز رجانے کارتی برادر جنہے بھی ہے تو یہاں کے عوام کے درد کو اپنا دار بھیجیں۔ مہنگائی کی بچی میں پتے عوام کو سمیتے کی کوشش کریں۔ جگد جگہ کشکولوں لے کر گھومنے کے بجائے اپنے گھر سے پیسہ کاٹا کر معیشت پھانکیں۔ صرف ایک دوسرے پر ازرام تراشیوں سے اب کی بار آپ کا چورن نہیں بننے والا۔ اقتدار جس کے باہم تھا ہو یہی عوام کیلے کلیں حالات کا خاص منہج ہے۔ گوارہ دستیں، نہ دستیں، نہیں اخلاقیات کا تقاضا ہے۔ کریں پر بیٹھ کر اگر عوام کیلے کچھ کر نہیں سکتے تو کری چھوڑ دیں، نہ کہ برادر ملے ایک دوسرے پر ڈال کر ملک کو مزید انہیروں کی جانب دھکیلے پر لے گئے ہیں۔

اپوزیشن ہو یا حکومت یا پھر ہمارے اتحاد کے نام پر مزے لوٹنے والے سیاسی مفاد پرست ٹولے، اب کی پار اگر نوالہ عوام کے ساتھ میں بات کر نہیں کھاؤ گے تو اگلی بار عوام کے کندھوں پر سوار ہو کر بادشاہ بننے کی بہت نہ کرنا۔ اپنے پیٹ نہیں کاٹ سکتے تو جب الوطی، قومیت اور نہجہب کے کھوکھلنگروں کا چورن یعنی ہماری گلی نہ آتا۔

اپریل معاشری صورتحال پر



شادر راٹھور

آئی ایف، پاکستان مذاکرات

اکثر غیر مقبول فیصلے اور کفایت شعاراتی کے

اقدامات ہوتے ہیں جیسے کہ سرکاری اخراجات

میں واضح کی اور نیکوں میں واضح اضافہ اور رواج کو

حکومت کی جانب سے ملنے والے ریلیف کا ختم

ہوتا۔ اور ان مذاکرات میں تو سرکاری افسران کے

کے سامنے آئی ایف اپنی کڑی شرائط رکھ رہا

ہے جسے قبول کرنا اور زبردست قسم کی مہینگائی میں

عوام کو دھکیلنا اور ایسے غیر مقبول فیصلے کرنا شامل گے

جو واضح طور پر حکمران جماعت کو عوام میں غیر مقبول

ہوادیں گے لیکن ملک کی تباہی ہوئی صورتحال اور

نامی چائیداون اور یروں ملک رکھا اپنا کالا

وہنہ سامنے لانے سے بچانے کے لیے آئی ایم

ایف سے مذاکرات حکومت کو سرمایہ کاری کے

کیوں کہ حکومت کے اپنے اور پرکار کرپش کا داغ بھی

ہوتی چالیں چلیں گے بلکہ شاید مراحت بھی کریں

اور ملکی مالیاتی شبے کو مضبوط ہونے میں کم از کم

عامرضی طور پر حصی لیکن حکومت پاکستان کو کافی مدد

کرنے کے لیے خفتہ شرائط مالیاتی عوامی غرض و غصب کا

بھی باعث بن سکتا ہے۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ

معیشت کو محظوظ کرنے اور اصلاحات کے نفاذ کے

لیے حکومت کو خفتہ فیصلے کرنا ہی ہوں گے ایسا نہ

کرنے کی صورت میں شاید امدادی پیچیجے سے محرومی

ہو سکتی ہے جو کہ پاکستان کو ڈیناٹ ہونے کی

جانب آخری دھکا تابت ہوگی۔

آئی ایف کے ساتھ مذاکرات پاکستان کے

معاشری چیلنجوں سے نہیں اور ملک کے استحکام کی

جانب بہر حال ایک اہم قدم ہے۔ اگرچہ اس مرتبہ

جن کی وہ مدد کرتا ہے اور بیہاں معاملہ اس ملک کے

لائنے کے متادف ہو گا لیکن یہ ملک کو اس موجودہ

معاشری بحران پر قابو پانے کی جانب ایک اہم قدم ہو

گا۔ حکومت پاکستان کو آئی ایف کے ساتھ مذکور کر

ایسی اصلاحات پر کام کرنا چاہیجیں سے عوام پر

مہینگائی کا یوجہ کم سے کم پڑے اور طویل مدت میں

ملکی کمزور و معیشت کو فائدہ پہنچے۔۔۔!!

شامل ہوں گے جن کا مقصد کرنی کو سمجھ کرنا مالیاتی

خسارے کو کم کرنا اور ادیگیوں کے توازن کو بہتر

ہانا ہے۔ موجودہ ہونے والے مذاکرات روایتی

حکومت کی جانب سے ہٹ کر ہو رہے ہیں اور پاکستان

ہوتا۔ اور ان مذاکرات میں تو سرکاری افسران کے

اتا شجاعت کو ظاہر کرنے کی بھی بات کی جا رہی ہے

جسے قبول کرنا اور زبردست قسم کی مہینگائی میں

جو اشرافیہ کے لیے کسی دھماکے سے کم نہیں ہو

گا۔ کرپشن سے لمحزے سرکاری افسران اپنی بے

نامی چائیداون اور یروں ملک رکھا اپنا کالا

وہنہ سامنے لانے سے بچانے کے لیے آئی ایم

ایف سے مذاکرات حکومت کو سرمایہ کاری کے

ماہول کو بہتر بنانے ملکی اقتصادی ترقی کو بہتر بنانے

اور ملکی مالیاتی شبے کو مضبوط ہونے میں کم از کم

عامرضی طور پر حصی لیکن حکومت پاکستان کو کافی مدد

کرنے کے خطرے سے نہیں کے لیے آئی ایم

ملک کو گروہی رکھنے کے متادف قرار دے رہے

ہیں۔۔۔ بلاشبہ آئی ایم ایف کے پاس اپنے ممبر

ممالک کی مدد کے لیے قرضے، اور ٹکنیکی مدد اور

پالیسی سیاست بہت سے مشورے پروگرام اور ٹوڑ

ھیں۔۔۔ لیکن حماری تاریخ گواہ ہے کہ متعبد پار آئی

ایم کے سامنے پیش ہونے کے باوجود ھمیں اپنی کمزور

معیشت کو کوئی خاص سہارا نہیں دے سکے اور نہیں

کرنے کے لیے اپنی تاریخ کے سخت ترین

مذاکرات آئی ایم ایف کے پاس

بازار جانشہمیں تو کم از کم سے کم ھو سکے، بلکہ

past ایم ایف کے بعد

دوسرے پروگرام کے لیے آئی ایم ایف سے رجوع

کرنے ہے۔۔۔ لذتیں بر سات میں ھو نے والی ملسل

بازیں اور سیالاب اور پاکستان کی معیشت کو کرونا

بیسے و باہی مرض نے سخت نقصان پہنچایا ہے۔۔۔ جس

مکمل طور پر اس پیچیجے میں قرضے اور پالیسی اقدامات

محصولات میں کی اور حکومتی اخراجات میں میں

اشفاد یکھنے کو ملا ہے۔ حکومت تو ناتائی کی قلت جیسے

اور باخوص کام سے کون ہے جو واقعہ نہیں۔ آئی

ایم ایف کے ساتھ بار بار ہر حکومت کو محبت کی

بھی نظر نہیں آسکا۔

اسی تاریخ میں گورنمنٹ آف پاکستان نے آئی ایم

ایف سے مد لینے کا فیصلہ کیا اس امید پر آئی ایم

ایف سے ملے والی امداد سے عارضی طور پر حصی

لیکن کچھ نہ کچھ سخت کا موقع مل جائے گا۔ لیکن

معاشری مالیہ بارے مذاکرات میں اپنی تاریخ میں

رجا بجا نے والا ذرا مدد ہے کہ ہر پاکستانی اس کی ہر

قططے سے بخوبی واقعہ ہے۔ ذرا مدد چل رہا

مک کو گروہی رکھنے کے متادف قرار دے رہے

ہیں۔۔۔ بلاشبہ آئی ایم ایف کے پاس اپنے ممبر

ممالک کی مدد کے لیے قرضے، اور ٹکنیکی مدد اور

پالیسی کو قرض فراہم کرنے والے آئی ایم ایف

سے کون واقعہ نہیں جوان ممالک کو قرض فراہم

کرنے میں بلاشبہ اپنا خانی نہیں رکتا۔ اس سال

ایک بار پہر پاکستان آئی ایم ایف سے قرض حاصل

کرنے کے لیے اپنی تاریخ کے سخت ترین

مذاکرات آئی ایم ایف سے کر رہا ہے۔ مالی امداد

کے پیچیجے کو حاصل کرنے کے لیے سرہڑ کی بازی

لگائی جا رہی ہے کہ ملک کو ایک بار پہر شدید نویعت

کے معافی بحران کا سامنا ہے۔۔۔

شادر راٹھور

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ یعنی آئی ایف کے نام

دیر باخوص کام سے کون ہے جو واقعہ نہیں۔ آئی

ایف کے ساتھ بار بار ہر حکومت کو محبت کی

بھی نظر نہیں آسکا۔

اسی تاریخ میں گورنمنٹ آف پاکستان نے آئی ایم

ایف سے مد لینے کا فیصلہ کیا اس امید پر آئی ایم

ایف سے ملے والی امداد سے عارضی طور پر حصی

لیکن کچھ نہ کچھ سخت کا موقع مل جائے گا۔

معاشری مالیہ بارے مذاکرات میں اپنی تاریخ میں

رجا بجا نے والا ذرا مدد ہے کہ ہر پاکستانی اس کی ہر

قططے سے بخوبی واقعہ ہے۔ ذرا مدد چل رہا

مک کو گروہی رکھنے کے متادف قرار دے رہے

ہیں۔۔۔ بلاشبہ آئی ایم ایف کے پاس اپنے ممبر

ممالک کی مدد کے لیے قرضے، اور ٹکنیکی مدد اور

پالیسی کو قرض فراہم کرنے والے آئی ایم ایف

سے کون واقعہ نہیں جوان ممالک کو قرض فراہم

کرنے میں بلاشبہ اپنا خانی نہیں رکتا۔ اس سال

ایک بار پہر پاکستان آئی ایم ایف سے قرض حاصل

کرنے کے لیے اپنی تاریخ کے سخت ترین

مذاکرات آئی ایم ایف سے کر رہا ہے۔ مالی امداد

کے پیچیجے کو حاصل کرنے کے لیے سرہڑ کی بازی

لگائی جا رہی ہے کہ ملک کو ایک بار پہر شدید نویعت

کے معافی بحران کا سامنا ہے۔۔۔

2023 میں پاکستان کی اقتصادی صورتحال میں

کرنی کی قدر میں شدید کی پڑھتے ھوئے عوامی

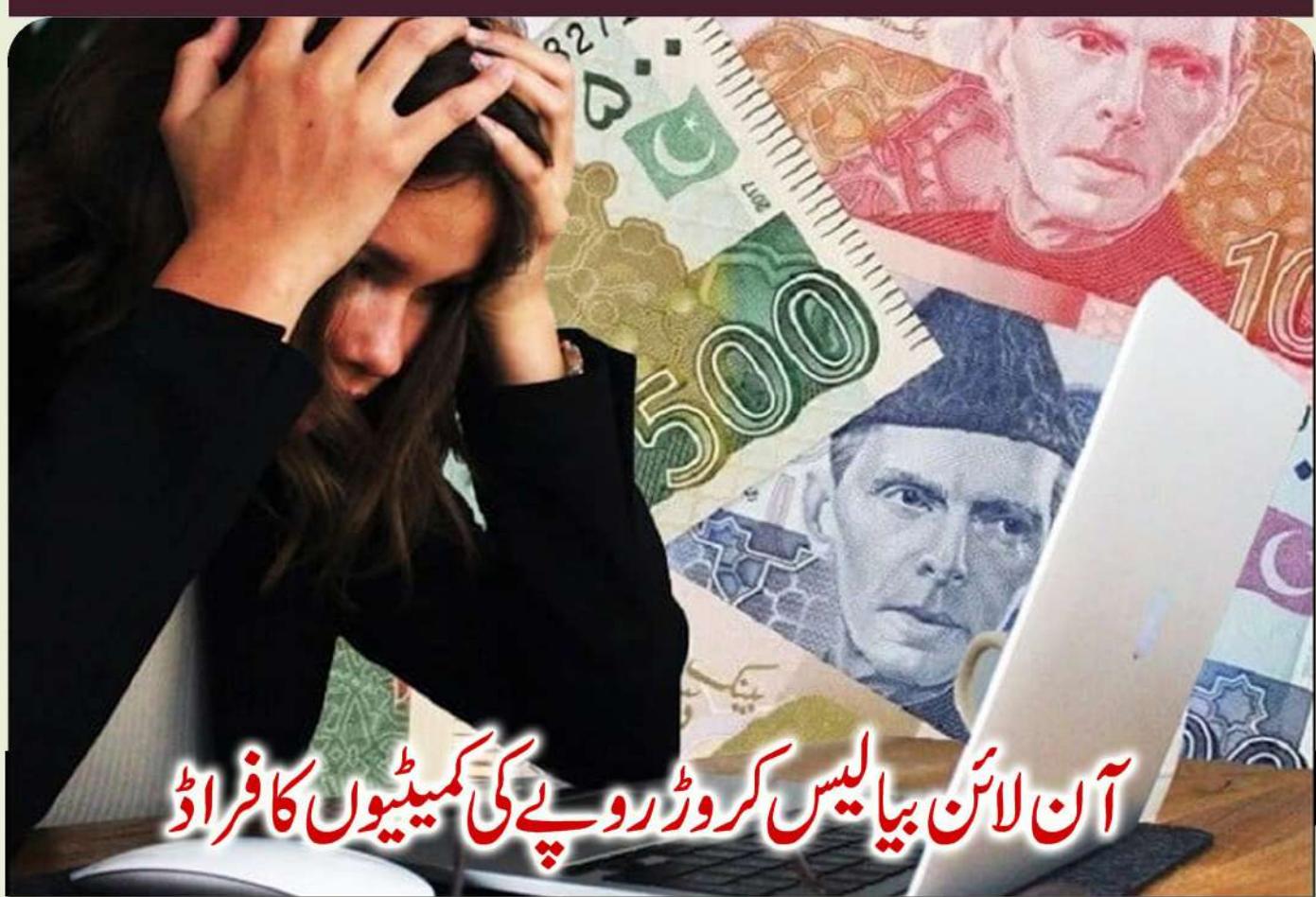
قرضے بلند افراط زر اور ایک بڑا اور ٹکنیکی تجارتی

چیلنجز سے نبرداز ہونے کے اور اس کے معافی

بازیں اور سیالاب اور پاکستان کی معیشت کو کرونا

بیسے و باہی مرض نے سخت نقصان پہنچایا ہے۔۔۔ جس

کی وجہ سے کم سرمایہ کاری اور ٹکنیکس کا کمزور نظام تک رس



آن لائن بیا لیس کروڑ روپے کی کمیٹیوں کا فراڈ

سدہ نجید کے متاثرین سو شل میڈیا پر مختلف گروپیں میں اپنے ساتھ ہونے والے فراؤ پر بات کرنے نظر آ رہے ہیں۔ تاہم میڈیا سے بات کرنے میں شدید تکچکا ہست کا ہڈا ہیں، کسی کو گھروالوں کا خوف تو کسی کو اس بات پر تھوڑتات ہیں کہ ان کے سامنے آئے کے بعد شاید جو رقم وابستی کی امید ہے وہ بھی دم توڑ جائے۔

32 لاکھ روپے کی رقم کے داہی کیلے پر بیشان خاتون نے نام نہ بتانے کی شرط پر بتایا کہ ان کا تعارف سدرہ سے ایک فیس بک گروپ میں ہوا اور وہ ان کی باتوں اور ان کے کام سے متاثر ہوئیں اور اس طرح سے رابطہ مضبوط ہوتے گئے جبکہ ان کے گھر بھی آنا جانا شروع ہو گیا۔ کیونکہ بہت عرصے سے وہ سدرہ کو جانتی تھیں اس لیے ان کے ساتھ مختلف کمیٹیاں ڈال لیں۔ دو چھوٹی کمیٹیوں کی سدرہ نے انہیں مکمل ادا یگی کی تھی، جس کی وجہ سے ان کو یہ پر بیشان نہیں تھی کہ وہ پیسے نہیں دیں گی۔

تاہم جب بڑی کمیٹی کی ادا یگی کے وقت سدرہ نے ان سے ٹال مٹول شروع کیا تو ان کو اندازہ ہوا کہ شاید کچھ گزر ہے۔ اور اسی اثناء میں فیس بک پر اس کمیٹی اسکینڈل کا معاملہ سامنے آ گیا۔ انہوں نے

لیکن سدرہ کی دی گئی وضاحتوں سے ایک بڑی تعداد مطمئن نظر نہیں آتی اور ان کا کہنا یہی ہے کہ انھیں نہیں معلوم ان کی رقم کس طرح واپس ملے گی۔ جبکہ کچھ ایسی خواتین نے بھی ہمارے رابطے کرنے پر سدرہ نجید کے کمیٹی اسکینڈل کے بارے بعد انہوں نے اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے ایک

ٹسلیم کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ وہ اس غلطی کی پوری ذمے داری لیتی ہیں۔ اور نہ کہیں بھاگ رہی ہیں نہ ہی کہیں چھپ رہی ہیں بلکہ وہ تمام لوگوں کو ان کی رقوم کا آخری روپیہ تک واپس کریں گی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے ایک کیلے شدید پر بیشان ہیں۔

فیس بک پر ڈیلی باخیں اور کروے کے نام سے آن لائن کاروبار کرنے والی کراچی کی رہائشی سو شل میڈیا کی بڑیں وہ میں سدرہ نجید نے آن لائن کمیٹیوں (بی سی) کے ذریعے میڈیا طور پر میکڑوں افراد سے، جن میں بڑی تعداد خواتین کی ہے، تقریباً 42 کروڑ روپے کی رقم خود برکری ہے۔

27 نومبر کو سدرہ نجید نے اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے معافی نامہ جاری کرتے ہوئے کہا کہ ان سے کمیٹیوں کی انتظام کاری میں غلطی ہو گئی ہے اور وہ عملی طور پر دیوالیہ ہو چکی ہیں۔ جبکہ ان کے پاس کمیٹیوں کو ادا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ وہ کہیں بھاگ رہیں تاہم انہیں ادا یگیوں کیلے کام کر رہے ہیں، جبکہ آنے والے میں اور ان کو سدرہ کی جانب سے مکمل ادا یگی کی گئی۔ ان کا یہ بھی بتانا ہے کہ سدرہ مختلف کمیٹی کے میں سب کی رقم واپس کروی جائیں گی۔ تین دسمبر کو انہوں نے چند لوگوں کے نام بھی پوٹ بعد مکمل خاموشی اختیار کر لیتی ہیں۔



میں معلومات فراہم کیں، جن کی کمیٹیاں مکمل ہو چکیں اور پوٹ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ اور ان کا خاندان ادا یگیوں کیلے کام کر رہے ہیں، جبکہ آنے والے میں اور ان کو سدرہ کی جانب سے مکمل ادا یگی کی گئی۔ ان کا یہ بھی بتانا ہے کہ سدرہ مختلف کمیٹی کے گروپس میں جواب دے رہی ہیں لیکن اس کے بعد مکمل خاموشی اختیار کر لیتی ہیں۔

Earn MONEY Online



گیا منصوبہ ہے۔ ان کمیبوں کیلئے جو خطیر قم جمع کی گئی ممکن ہے کہ اسے ذاتی طور پر استعمال کیا جا چکا ہے یا آئندہ آنے والے دنوں میں کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے اپنی پوسٹ میں مزید لکھا کہ اسے معاملات کی کڑی چھان بین ضروری ہے۔ ایسے بیانات جیسے کہ ”میں بیہن ہوں اور بھاگ نہیں رہی، یا پھر ”مجھے وقت دیکھی اور بھروسہ رکھے، تمام لوگوں کے پیسے واپس کر دیے جائیں گے“، بنیادی طور پر دھوکا دہی کے واقعات سے توجہ ہٹانے کیلئے ہیں۔

انہوں نے یہ بھی لکھا کہ اس کمیٹی اسکیذل میں چند مخصوص لوگوں کو منتخب کر کے پیسے واپس کیے گئے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ قم کی ادائیگی بھی جان پچھان کے لوگوں کو کی گئی ہوتا کہ اس کے بدلتے ان سے فائدہ حاصل ہو۔ جبکہ وہ اپنی بیک نامی اور جیشیت برقرار رکھنے کیلئے آپ کو بالکل پھلکی معلومات فراہم کرتی رہے گی تاکہ معاملہ ایک حد سے آگے نہ بڑھ پائے۔ انہوں نے خبردار کرتے ہوئے کہا موجودہ

سردرہ کے گھر جا کر ان سے بات کرنے کی کوشش کی تاہم سردرہ کی ساس نے بختی سے منع کر دیا اور ان کو موبائل کیش کے ذریعے تو ان ٹرانزیشنز کے اسکرین شات کے ساتھ شکایت درج کروائی تباہی کا باروازیں ایک دوسرے کے میں مدد کی درخواست کرتی جا سکتی ہے تاکہ کم از کم وہ ملک چھوڑ کر نہ جائیں۔ دوسری طرف یہ اکشاف بھی سامنے آیا کہ سردرہ

کر رہے ہیں کہ وہ اپنی رقوم کی واپسی کیلئے کیا کر سکتے ہیں۔ تاہم ابھی تک تو سردرہ نحمد کے خلاف کسی قسم کی بھی قانونی چارہ جوئی کی جانب سے بھی سامنے نہیں آئی اور لگتا ہی ہے کہ متاثرین جو زیادہ تر سردرہ کے جانے والے ہیں، اسی امید میں ہیں کہ معاملہ جلد یادیرٹے ہو جائے گا۔

سردرہ نے عدالت سے تفظیف رہا ہم کرنے کی استدعا کی ہے۔ اس درخواست میں انہوں نے عدالت تقاضوں کو پورا کیے بغیر روائی اعتبار کے لین دین کے طریقہ کار پر کیا گیا ہے۔ ہمارے پوچھنے پر متاثرین جن سے ہم روابط کر سکے کہہنا ہے کہ ان کی جانب سے مجھے ہر اس کیا جا رہا ہے۔ تخطیکیلیے تھانے سے رجوع لیا یعنی تخطیف رہام نہیں کیا گیا لہذا کمیٹی ممبران کو ہر اس کرنے سے روکا جائے اور قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

اکثر اپنے کامیش سے ایڈوائس مہنت لینے کے صورت حال میں سردرہ کا اپنا مکان، شہر یا ملک چھوڑ کر جانے کا امکان مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ باوجود ان کو آرڈر ڈیلیور نہیں کرتی تھیں اور اپنی محبوہ یوں اور مشکلات کی کہانی سن کر مطمئن کر دیتی تھیں۔ ایک اور خاتون نے تباہی کا سردرہ کے گھر قرآن کلاسز کیلئے آنا جانا تھا۔ سردرہ کا بہت اچھا لائف اسٹائل ہے اور کہیں سے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ وہ کسی قسم کی بھی مالی پریشانی کا فکار ہیں۔

وہ کو دہی اور بعد عنوانی کی تحقیقات کے شعبے کی ایک مارہ خاتون نے متاثرین کی آگاہی کیلئے اپنی فیس بک پوسٹ میں لکھا کہ یہ کوئی غلطی نہیں ہے بلکہ باقاعدہ سوچے بھے طریقہ کار کے تحت عمل میں لا یا کہ ان کیلئے قانونی کارروائی کیلئے جانا آسان نہیں ہے۔

ایک اور خاتون نے بھی نام نہ بتانے کی شرط پر بتایا کہ سردرہ نے ان کے دس لاکھ روپے دینے ہیں اور یہ بات ان کے شوہر کے علم میں نہیں ہے۔ اگر ان کے شوہر کو علم ہو گیا تو وہ ان کو زندہ نہیں چھوڑ دیا۔

جب ہم نے قانونی مارہین کی رائے جانا چاہی تو ان کا بتاتا ہے کہ متاثرہ افراد میں سے جو بھی قانونی سردرہ کے حوالے سے خواتین کے سو شل میڈیا گروپ کی ایڈمن نے پہنچ گروپ میں پوسٹ لکھا کہ 2019 میں سردرہ نے ان کو مبتیج کر کے اسے سے رابط کرے کیونکہ یہ قانونی کارروائی ایف درخواست کی تھی کہ انہیں کچھ پیسوں کی ضرورت آئی اے کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔ قم جس



قرضوں کا بوجھ اور مشکل فصل

پاکستان ڈیفالٹ ہونے کی خبریں اب روز کا معمول بنتی جا رہی ہیں۔ ڈالر روزانہ اور پہنچی جا رہا ہے، قرضے بڑھتے جا رہے ہیں۔ معيشت تباہ ہو چکی ہے، ہزاروں کنٹیزیز پورٹ پر محض اس لیے پھنسے ہوئے ہیں کہ ڈالر ختم ہو چکے ہیں۔

محدث میں

گیا جس سے یہ لوگ راتوں رات امیر سے امیر تک حکمرانوں کو اس بات سے کوئی غرض نہیں۔ آج ایک عام آدمی اپنے دوپھوں کو پالنے سے قاصر ہوتے گئے اور عوام غریب سے غریب تر ہوتے چلے گئے۔ یہ قرض محض عوام کو بے وقوف بنانے کیلئے لیے گئے۔ یہ قرض اشراطیہ پر خرچ کیے گئے۔ یہ قرض حکمرانوں نے اپنی ذات پر خرچ کیے۔ اس قرض سے ان کی اولاد مستقید ہوتی رہی، اور یہ قرض اتنا نے کی ذمے داری ہمیشہ عوام کے کمزور کاندھوں پر کھینچی۔ ہمیں گروہ رکھ کر قرض لیے جاتے رہے اور آج یہ حال ہے کہ ملک ڈیفالٹ کی حالت پر پہنچا ہوا ہے۔ دو دو 200 روپے لیٹر پیاز چھ ماہ سے 250 روپے کلو بک رہی ہے، آٹا عوام کی دسترس سے باہر ہوتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے چاول کے خرچ بھی آسمان پر پہنچ چکے ہیں۔ لیکن حکومت بار بار یہ کہہ کر عوام کے رخموں پر نہ کہہ سکتی ہے کہ وہ پڑوں مہنگا کرنے سے دو فیصد طبقہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور ان کی نظر میں یہ دو فیصد ہی کل آبادی ہے۔ جب کہ 98 فیصد آبادی نے اتنا قرض دیا۔ اور بدلتے میں یہ شرط ہم نے زہر کا گھوٹ بی کرمان لی ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو یہ زہر حکمرانوں نے نہیں بلکہ عوام پر رہے ہیں اور یہ زہر حکمرانوں کا حق ہے اور یہ عوام سوال کرتے ہیں کہ یہ قرض جنہوں نے لیا وہ کیوں مالدار ہو گئے؟ ان لوگوں کے ہاتھوں میں کون سا قارون کا خزانہ لگے گئے؟ ہم تو روزانہ مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے تھے۔ ہمارے نام پر اگر کسی نے قرض لیا تو اس قرض سے ہمیں ریلیف کیوں نہیں ملا؟

اگر یہ قرض تعلیم کے نام پر لیا گیا تو ہمیں بتایا جائے کہ آج ہمارے پچھے پرائیویٹ ٹکنیکی اداروں میں معمول بنتی جا رہی ہے۔ ڈالر روزانہ اور پہنچی جا رہا ہے، قرضے بڑھتے جا رہے ہیں، معيشت تباہ ہو چکی ہے، ہزاروں کنٹیزیز پورٹ پر محض اس لیے پھنسے ہوئے ہیں کہ ڈالر ختم ہو چکے ہیں۔ پڑوں مہنگا ہو گیا تو ہمیں بتایا جائے کہ کیوں ہم پرائیویٹ اپنٹاؤں میں پریشان ہو رہے ہیں؟ اگر یہ قرض سوکوں کی تعمیر کیلئے لیا گیا تو بتایا جائے کہ یہ قرض سوکوں کی تعمیر کیلئے ہمیں ڈالر مہنگا ہو گیا، مزید مہنگا ہونے کی خوبی سنائی دے رہی ہے۔ اخراجات روز بروز بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ کوئی اسکی امید باقی نہیں رہی، جس پر یہ کام جائے کہ پاکستان جلد بہتر نہ سہی اپنی سابق حالت میں ہی اگر یہ قرض بچوں کی دیکھ بھال کیلئے لیا گیا تو بتایا جائے کہ ملک میں غریب کا پچھے کیوں بیدا ہوتے ہی معيشت کو سمجھا لئے کیلئے آئی ایف سے مزید قرض لینے کی باتیں کی جا رہی ہیں، لیکن یہاں والی سپدی کیلئے لیا گیا تو بھی ہمیں یہ جانشی کیا ملا؟ ہم عوام کیوں مزید قرض تلے دب گئے؟ ہم نے تو کبھی بینکوں کا رخ بھی نہیں کیا، ہمیں تو یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ قرض کب اور کیوں لیا گیا، کس کی اجازت سے آئی ایف اور ولڈ بینک کے پاس دیتا سے ملنے والی بھیک اور قرض کہاں خرچ ہوا، یہ گئے؟ ہم تو روزانہ مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے تھے۔ ہمارے نام پر اگر کسی نے قرض لیا تو اس قرض سے ہمیں ریلیف کیوں نہیں ملا؟

ہے۔ حالانکہ اس سیکھر میں اتنا پہنچل ہے کہ یہ شعبہ پاکستان کی مشکلات حل کرنے میں بہرپور کو ارادا کر سکتا ہے۔ اس کا عملی حل یہ ہے کہ ملک کے اندر ایسی فضلوں کا انتخاب کیا جائے، جن کے اگانے سے ہمارا انحصار درآمدات پر کم سے کم ہو۔ پچھلے مالی سال میں ہم نے تقریباً 3.6 ملین ڈالرز کا صرف خوردنی تیل درآمد کیا۔ لہذا زیادہ سے زیادہ تمل دار اجتناس اگا کروٹن عزیز کا زرمادلہ ڈیچالا جا سکتا ہے اور اس کیلئے محکم راعت کے تحقیقات اور اس کے اخراجات کو کیوں کثروں نہیں کرتے؟ فریکٹس ذیلی ادارہ تو سچ زراعت کو بہتر اور جدید خطوط پر استوار کرنا ضروری ہے۔ ایگری برس پر جو بھی ضرورت ہے تاکہ فضلوں سے حاصل شدہ خام مال کی ویڈیو ایڈیشن کی جاسکے اور اسے یہ وہ ملک برآمد کیا جاسکے۔

حالیہ خدشات کو فوری دور کرنے کیلئے بچت اور اعتدال بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں پر بھجوئے منع کیا، ویں کنایت شعاری پر بھی زور دیا گیا ہے۔ قوم ایک طرف تو مہکانی کا رونا روئی ہے اور دوسری طرف اگر تفریخ گاہوں اور خریداری کے مرکزوں کو دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے جیسے لوگوں کا سیالاب اٹھ آیا ہو اور ہمارے ملک میں کسی قسم کا بحران موجود نہ ہو۔ ان حالات میں بھی ایمپریٹ سامان کی مانگ بھجوئے بالآخر ہے۔ پاکستان نے پچھلے مالی سال میں 20 ملین ڈالرز پر یہم کی درآمد پر خرچ کیے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ان خراب حالات میں بھی پچھلے 6 ماہ کے درران 1.2 ملین ڈالرز کی پیشگوئی گزیاں درآمد کی گئیں۔ بخشیت قوم ہمیں ایسے رحمات کی حوصلہ شکنی کرنا ہوگی اور بچت کو قومی سطح پر اپنانا ہوگا۔ اس عمل میں ان تمام سیاسی عبدیداروں اور افران کو بھی اپنے اخراجات کم سے کم رکھنے ہوں گے، جو اخراجات وہ فرائض کی انجام دی کے علاوہ مراتعات کے طور پر لیتے ہیں۔ بچت کو اپنائے کے دیگر فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ ملک کو بھی کی پیداوار کیلئے کم سے کم اپورٹنٹیٹیشن ادا کرنا پڑے گا۔

ان اقدامات کے علاوہ بھی کمی ایسے امور ہیں جنکی اپنائکر ملک کو فائدہ بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔ حکومت صرف ان شعبوں پر بھی فوری طور مرکوز کرے تو کمی بلیں ڈالرز کی بچت کی جاسکتی ہے اور ملک عزیز کو قرض کی دلدل سے چھکارہ دلایا جا سکتا ہے۔ ان اقدامات کیلئے کسی راکٹ سائنس کی نہیں بلکہ یہ نیقی کی ضرورت ہے۔

دوسری پارٹی کو فرادریتی ہے۔ لیکن درحقیقت ملک فیصلے کرنے تی ہیں تو پہرا ایسے لوگوں کی ملک کی بر بادی میں قدم کا اجتماعی ہاتھ ہے۔

پاکستان کے دیوالیہ ہونے کے اندر یہ کچھے جہاں کئی عوامل کار فرما ہیں، ویہن پاکستان میں اہمیتی زیادہ درآمدات کا بھی ہاتھ ہے۔ ہم زندگی سے کم و بیش ہر شبی کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے لاکھوں ڈالرز خرچ کرتے ہیں اور گیر ممالک سے اشتیاد راما کرتے ہیں۔ جب کہ ہمارے ملک کی وقت میں وزیر اعظم ہاؤس اور صدر ہاؤس کے اخراجات کو کیوں کثروں نہیں کرتے؟ فریکٹس

اور میڈیا بلکہ بند نہیں کرتے؟

اس نجی پر کسی ایک فرد کی وجہ سے نہیں پہنچا بلکہ اس فہرست کیوں تیار نہیں کرتے جو ملکی خزانے پر بوجہ پاکستان کے ہوئے ہیں؟ ایسے ادارے کیوں بند نہیں کرتے جس سے عوام کو ایک پائی کا بھی فائدہ حاصل نہیں ہو رہا ہے؟ کچھ وقٹ کیلئے 15 گریڈ سے

کے کم و بیش ہر شبی کی بھتی بھت اور لاکھوں ڈالرز خرچ کرتے ہیں اور گیر ممالک سے تعلیم کے پیے کیوں چارچ نہیں کرتے؟ ملک اسیں اور جو اس کے اشتیاد راما کرتے ہیں۔ جب کہ ہمارے ملک کی اخراجات کو کیوں کثروں نہیں کرتے؟ فریکٹس

گاہس پر اسے نیکی ادا کرنا ہو گا۔

ملک ڈیفائلٹ ہو رہا ہے مگر سرکاری ملازمین کی

تجوہ ہوں میں بدستور ہر سال مسلسل اضافہ لازم ہے۔ ملک ڈیفائلٹ ہو رہا ہے مگر حکومت کی عیاشی آن بھی ویسی ہے جیسی ملک تھی۔ ملک ڈیفائلٹ ہو رہا ہے مگر رشتہ آج بھی عام ہے۔ ملک ڈیفائلٹ

ہو رہا ہے مگر اس کے باوجود سرکاری دفاتر ویں کی رونقی بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔ لوگ روزگار کیلئے در بذریعہ بھکر رہے ہیں، اور سرکاری ملازمین آج

بھی گہر بیٹھ کر تجوہ ایں وصول کر رہے ہیں۔ اگر ان کی ایک ماہ کی تجوہ صرف چند دن لیت کر دی جائے تو یہ سرکاری ملازمین جنہوں نے ملک و قوم کی

خدمت کا عہد کیا ہوا ہے، وہ سڑکوں پر نکل کر اسی ملک و قوم کی بیٹھ جادیتے ہیں۔ انہیں ہر طرح کی سہولیات مہیا کرتے عوام مر چکے ہیں، لیکن ان کے پیٹ آج بھی بہرنے کا نام نہیں لے

رہے۔

اوفری سروں کیوں بند نہیں کرتے؟ کچھ وقٹ کیلئے کرنا پڑتا ہے اور یہ سلسلہ کی عشوں سے جاری ہے۔ اس دوران اقتدار میں آنے والی حکومتوں نے نہ اس طرف کوئی خاص توجہ اور نہیں شوہس اقدامات کیے گئے جس سے یہ کوشش کی جاتی کہ کو مارنے پر تلے ہیں۔ ہمارے پنج آج قلم کی جگہ چاقو اور پسنوں اخماں کو تر تیج دے رہے ہیں، جس اگر حکومتیں ملک میں ایسی پالیسیاں بناتی جس کے تحت مقامی ائمڑی کو فو قیت دی جاتی، بالخصوص کائن ائمڑی کی حوصلہ افزائی کی جاتی تو اس میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ اس ملک میں کافی زریں کیا جاسکتا تھا۔ لہذا ضرورت اس امریکی ہے کہ حکومت اسی پالیسیاں بناتی جس میں مقامی ائمڑی اور خاص طور پر میڈیا ان پاکستان کو پر ہموٹ کیا جائے۔ چھوٹے کار باری حضرات کو بلا سود قرض فراہم کیے جائیں، جو اس سیکھر میں اپنا بہرپور کردار ادا کر سکیں۔

معاشی مسائل کا مستقل حل 274 2023
محمد شعیب نیلوہر بدھ 1 فروردی 2023
مقامی ائمڑی اور خاص طور پر میڈیا ان پاکستان کو پر ہموٹ کیا جائے۔ (فوٹو: فائل)

پاکستان ایک رعنی ملک ہے اور اللہ پاک کے کرم سے وسائل سے مالا مال ہے۔ لیکن اس وقت ملک

ان حالات سے دوچار ہے کہ کسی وقت بھی اس کو دیوالیہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

اہمیتی تک بہرپور فائدہ نہیں اٹھایا جاسکا۔ رعنی شبی میں تحقیق پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے یہ شبیہ اتنا پیداواری اور فائدہ منہ غائب نہیں ہوا جتنا اسے ہونا چاہیے تھا۔ ہمارے ملک میں فی ایک

گہروں کی کفالت ہو سکتی ہے؟ ہم کیوں سرکاری ملازمین کی تجوہ ہوں میں کوئی نہیں کرتے؟ ہم کیوں اسرا فری کی لوٹ مار کو لگا نہیں دیتے؟ ہم

کیوں پارلیمنٹریں اور وزرا کی تعداد کرنے کے ساتھ ان کی تجوہ ایں اور اسی اے ڈی اے بند نہیں کرتے؟ ہم کیوں ان کا فیول، بھلی کے یونٹ، میں





ایک اور آپریشن ضرب عصب کی ضرورت

ہمارے سیاستدانوں کو عوامی مفادات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ مہنگائی ختم کرنے، پیروزگاری کم کرنے اور دہشتگردی کا خاتمه نہ ہو سکا اور ان کی اکاذک کا رواہیاں جاری رہیں، لیکن ان کا زور ٹوٹ چکا تھا

بندوقی سے آپریشن ضرب عصب میں بھی مکمل طور پر دہشتگردی کا خاتمه نہ ہو سکا اور ان کی اکاذک کا رواہیاں جاری رہیں، لیکن ان کا زور ٹوٹ چکا تھا

واقعات میں ہمارے ہزاروں شہری اور افغان کے محسوس ہو رہا ہے کیونکہ دہشتگردوں نے ڈلن عزیز میں رفتہ رفتہ دوبارہ دہشتگردی کا خاتمه نہ ہو سکا اور ان کی آمد و رفت کا سلسلہ جوں کا توں جاری ہے، نہ جانے وہ باڑ کس بہر ملک میں دہشتگردی کے واقعات پیش آنے کا ممکن ہے؟ بہر حال میں کسی کی طرف دیکھنے کے بجائے بڑوں کے اضافہ ہونے لگا۔ 2022 کے اختتام اور 2023 کی ابتداء تک تیریہ عالم ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں جب ملک کے کسی علاقے میں دہشتگردی کا کوئی واقعہ پیش نہ آیا ہو۔ ان واقعات میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا اور بالآخر سخنانہ پشاور جیسا عظیم ایک بار پھر آپریشن ضرب عصب کی ضرورت ہے، ایک بار پھر اسخانہ وہنا ہوا، جس میں سے زائد دہشتگردوں کا قلع قلع کرنے کا فیصلہ ہوا اور معموم شہر یوں کو شہید کر دیا گیا۔

بندوقی سے آپریشن ضرب عصب کے نام کے بعد ایک بڑا ایک سیاہ پہلو ہے جس نے کئی سوالیہ نشان ہمارے سکر انوں اور عوام کیلئے چھوڑ دیے ہیں۔ ہمارے سیاستدانوں کو عوامی مفادات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ مہنگائی ختم کرنے، پیروزگاری کم کرنے اور دہشتگردوں کا قلع قلع کرنے میں بھی مکمل طور پر دہشتگردی کا خاتمه نہ ہو سکا اور ان کی اکاذک کا رواہیاں جاری رہیں، لیکن ان کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ صرف اپنی موجودگی کے اظهار کیلئے دہشتگردوں کا گزشتہ تاریخ کے مقابلے میں یہ موضع ملنے پر چھوٹی چھوٹی کارروائیاں کرتے رہے ہیں۔ گزشتہ دہشتگردی کا سامنا کیا ہے۔ گزشتہ دہشتگردی کا سامنا کارروائیاں نہ ہونے کے برتر تھیں۔ یوں کچھ مغربی سرحد کو محفوظ بنانے کیلئے خاردار باڑ گانے کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا مگر اب توہہ کبھی غیر موثر خاتمه ہو گا اور ملک میں اسن قائم ہو گا۔

فیض الرحمن ضیا

جو ان شہید ہو چکے ہیں۔ ملکی معیشت کو جو نقصان پہنچا وہ علیحدہ ہے۔ انسانی خون کا بے دریغ شیاع ہوتا رہا جب کاسسلسلہ تھنے کے ساتھ بجاۓ بڑوں کے اضافہ نہ ہو گا۔ 2014 میں پیش آنے والے سخنانہ آری پیک اسکول کے بعد تمام سیاسی ایکشن پلان تیار کیا جس میں دہشتگردی کی کسی بھی صورت کو برداشت نہ کرنے کا فیصلہ ہوا اور آنسو رہا ہے اور ہر آنکھ ایکلیوار ہے۔ اس ساختے نے کتنے گہرا جاڑدیے، کتنی عورتیں یوہ اور پچھے تھیں پوری قوم اس واقعے پر سوگوار ہے۔ دل خون کے ایکشان پلان تیار کیا جس میں دہشتگردی کی کسی بھی صورت کو برداشت نہ کرنے کا فیصلہ ہوا اور دہشتگردوں کا قلع قلع کرنے کا عزم کیا گیا۔ اس کے بعد ایک بڑا آپریشن ضرب عصب کے نام ہوا، جس میں پوری قوم نے پاک فوج کے ساتھ مکمل تعاون کیا اور وہ آپریشن کامیاب ہوا اور دہشتگردوں کا بڑی حصہ خاتمہ کر دیا گیا۔

بندوقی سے آپریشن ضرب عصب میں بھی مکمل طور پر دہشتگردی کا خاتمه نہ ہو چکے ہیں۔ مہنگائی اور بے روزگاری کے ساتھ ہوئے عوام کو دہشتگردی کا نیا تحدید یا جارہا ہے۔

اس قوم نے ایک طویل عرصہ تک دہشتگردی کا سامنا کیا ہے۔ گزشتہ دہشتگردی کے مقابلے میں یہ مغربی سرحد پر دہشتگردوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بند کر دیں گے۔ مگر اب حالات کو دیکھتے ہوئے نہایت مایوسی اور افسوس ہو رہا ہے۔ ہم نے اپنی مغربی سرحد پر دہشتگردی کے اظهار کیلئے دہشتگردی کا موقع ملنے پر چھوٹی چھوٹی کارروائیاں کرتے رہے ہیں۔ گزشتہ دہشتگردی کی گزشتہ تاریخ کے مقابلے میں یہ مغربی سرحد کو محفوظ بنانے کیلئے خاردار باڑ گانے کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا مگر اب توہہ کبھی غیر موثر کارروائیاں نہ ہونے کے برتر تھیں۔ یوں کچھ عرصہ تک توہہ کی امن و امان قائم ہو گیا۔ پھر واقعات تسلسل کے ساتھ پیش آرہے ہیں۔ ان